الفرقان

ایک ضروری وضاحت

جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل ربوہ میں
مندرجہ ذیل وضاحت شائع ہوئی ہے :-

''شناختی کارڈ حاصل کرنے کا جو فارم پر کرنا پڑتا ہے اس میں ایک خانہ ''مذہب'' کا ہے - اسطرح سکولوں میں داخلہ کیلئے فارموں میں بھی ''مذہب'' کا خانہ ہے - بعض اور فارموں میں بھی ہو گا - متعلقہ افسران اصرار کرتے ہیں کہ احمدی اپنے آپ کو غیر مسلم درج کریں - ان کا یہ مطالبہ غیر آئینی اور بالکل غیر منصفانہ ہے -

یہ درست ہے کہ صرف دستور پاکستان اور قانونی اغراض کیلئے ''احمدی'' مسلمان قرار نہیں دئے گئے - لیکن ساتھ ہی دستور کا آرٹیکل ۲۰ ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جو مذہب بھی رکھتا ہو اس کا برملا اظہار کرے ، اس پر عمل کرے - یہ حق بدستور قائم ہے - اس حق کو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اس تقریر میں جو انہوں نے احمدیوں کے متعلق دستور میں ترمیم کے وقت کی - اور زیادہ وضاحت اور خوبصورتی کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے - پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے'' -

ہم اپنے مذہب کے متعلق اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو اس کے غضب کے نیچے لے آتا ہے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ، اس کے فرشتوں پر ، یوم آخرت پر ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ، اور قرآن کریم کے آخری شریعت ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں اور قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے سب احکام کو اپنے لئے

(آگے صفحہ ٹائیٹل کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا زریں اصل

؎ کس بنظر یار صدیقے نہ شد
تا بنظر غیر زندیقے نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

[illegible] ۶۹۲

جلد : ۲۵
شمارہ : ۴
اپریل ۱۹۷۵ء

ربیع الثانی ۱۳۹۵ ہجری قمری

شہادت ۱۳۵۴ ہجری شمسی

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب — ربوہ
مولانا دوست محمد صاحب شاہد — ربوہ
خان بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن
16, Gressen Hall Road London S.W.18
مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے جاپان
P.O. Box. 1482 C.P.O. TOKYO.

قیمت
ایک روپیہ

مندرجات

• ایک ضروری وضاحت		ٹائیٹل صفحہ ۲
• سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کا موقف [illegible] [illegible] ارشاد [illegible] کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے	[illegible]	صفحہ ۲
• اسلام کا نقطۂ حقیقی (نظم)	جناب چوہدری [illegible] صاحب ثاقب زیروی	۴
• شذرات	ایڈیٹر	۵
• خدائی فیصلہ (نظم)	جناب عبد السلام ناہید	۹
• دنیائے حق — کشفِ شمس	جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور	۱۰
• ایمان افروز حکیمانہ کلمات	مرسلہ جناب جاوید [illegible]	۱۳
• عمرہ اور حج بیت اللہ کی سعادت کا بیان (علامہ [illegible] کے تفصیلی تعلقات کا تذکرہ)	حضرت [illegible]	[illegible]
• الٰہیات (سورۃ الانعام ع ۱۹ کا سلیس اردو ترجمہ اور تفسیری نوٹ)	ابو العطاء	[illegible]
• درس الحدیث		[illegible]
• مکتوب برطانیہ	[illegible]	[illegible]
• شانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم)	[illegible]	[illegible]
• کتاب اللہ کا فیصلہ (آخری قسط)	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	[illegible]
• محبوب کبریا سید الانبیاء والمرسلین حضور (نعت نبیؐ)	جناب [illegible] ظفر محمد صاحب [illegible]	۳۶
• ظہور مہدی پر حقیقی روحانی شہادتیں	مرسلہ [illegible]	[illegible]
• جبر کے دستور (نظم)	جناب [illegible]	۴۰
• غزل	جناب مرزا محمود احمد صاحب [illegible]	۴۰
• حیاۃ ابی العطاء (انعامات الٰہیہ کا کچھ تذکرہ)	ابو العطاء	۴۳
• جناب شیخ محمد اعظم صاحب حیدرآباد کی یاد میں (نظم)	جناب چوہدری علی محمد صاحب [illegible] بی اے بی ٹی	۴۶
• اشتہارات		۴۸

(کتابت: خورشید [illegible] ربوہ)

اداریہ

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کا موقف اور ہم

قرآنی اصل لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کی خلاف ورزی سے سانحہ کربلا کا واقعہ ہوا تھا

(۱)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے جناب ذوالفقار علی صاحب بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی زیرِ قیادت ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے روز جماعت احمدیہ کو نا مسلمان ٹھہرانے کا جو فیصلہ کیا تھا۔ اس کا حکومتی ارکان کی طرف سے بار بار واقعۂ کربلا کے ساتھ ملا کر ذکر ہوا ہے۔ صوبائی وزیر محنت سردار صغیر احمد نے کہا کہ :-

"یہ فیصلہ قائدِ عوام ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوریت پسندی اور اسلام دوستی کا بہترین ثبوت ہے اور واقعۂ کربلا کے بعد ایک تاریخ ساز فیصلہ ہے۔" (روزنامہ امروز لاہور ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱)

وزیر قانون نے کہا کہ :-

"قائدِ عوام نے قادیانیوں کا نوّے سالہ پرانا مسئلہ اپنی سیاسی بصیرت سے حل کیا ہے یہ ان کا بڑا کارنامہ ہے کہ تاریخِ اسلام میں معرکۂ کربلا کے بعد یہ سب سے اہم واقعہ ہے۔" (نوائے وقت لاہور ۲۰ نومبر ۷۴ء)

(۲)

گزشتہ دنوں مدیر چٹان جناب شورش کاشمیری نے اپنی ایک تقریر میں واقعۂ کربلا کے سلسلہ میں کہا کہ :-

"کربلا کا حادثہ و المیہ تاریخ کی ایک ایسی روایت ہے کہ اس کے مقابلہ میں اسی عنوان سے کوئی دوسری روایت نہیں آپ اس پر انشراحِ صدر سے سوچیئے تو بہت سی عالمگیر سچائیاں آپ کے غور و فکر کی وادیوں میں کھلتی چلی جائیں گی اور آپ جلد معلوم کرلیں گے کہ حسین علیہ السلام حکومت سے کیوں ٹکرائے اور ایک مسلمان حکومت نے اپنے آقا و مولیٰ کی اولاد پر شقاوت و بیدردی کا وار کیوں کیا۔" (چٹان لاہور ۲۸ فروری ۱۹۷۵ء ص)

گویا یہ امر ہر مفکر انسان کے لئے قابلِ غور ہے کہ اتنا المناک سانحہ کیونکر واقع ہوگیا؟ حضرت امام حسینؓ کو "مسلمان حکومت" نے کس بناء پر اتنی شقاوت اور بیدردی سے شہید کر دیا تھا؟ حضرت امامِ مظلومؓ نے کس اسلامی اصل کے قیام کے لئے اتنی بڑی قربانی پیش کردی؟ یقیناً یہ

نہایت اہم لمحۂ فکریہ ہے۔

(۳)

اس اضطراب انگیز سوال کے جواب کے لئے آپ شیعی ماہنامہ پیام عمل لاہور کا مندرجہ ذیل بیان بغور ملاحظہ فرمائیں۔ پیام عمل سانحۂ کربلا کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"مسندِ سلطنت پر قدم رکھتے ہی یزید نے والئ مدینہ ولید بن عقبہ کو حکم بھیجا۔ حسین بن علیؓ سے فوراً بیعت طلب کرو اور انکار کرنے پر قتل کر دو۔ چنانچہ ولید نے امام حسینؓ کو رات کے وقت گھر طلب کر کے یزید کے حکم سے آگاہ کیا۔

امام حسینؓ نے یہ **موقف** اختیار کیا کہ بیعت چھپ کر نہیں کی جا سکتی۔ دن کے وقت مسجد نبویؐ میں مسلمانوں کا اجتماع کیا جائے اور سب کے سامنے بیعت کا مطالبہ کیا جائے۔ دوم۔ دین کے معاملات میں قرآنی اصول **لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ پر عمل کیا جائے**۔ اس کے لئے یزید تیار نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے **حتمی فیصلے "بیعت یا قتل"** کو بھی عملی جامہ پہنانے کی **چالوں** کا آغاز کر دیا۔" (پیام عمل۔ لاہور۔ مارچ ۷۵ء صفحہ ۲۵)

یہ اقتباس ایک **تاریخی حقیقت** کو بیان کر رہا ہے۔ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اصول قرآنی لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ کے علمبردار تھے جو عقیدہ یا جو مذہبی بات انسان دل سے غلط سمجھتا ہو اس کا اس سے جبراً اقرار لینا قرآن مجید کے اس اصول کے خلاف ہے۔ جبر و اکراہ سے کوئی عقیدہ یا کوئی مذہب منوایا نہیں جا سکتا۔ یزید نشۂ اقتدار میں آزادئ ضمیر کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو جبر و اکراہ پر عمل پیرا تھا۔ اس کشمکش اور معرکہ آرائی کا نتیجہ سانحۂ کربلا ہوا تھا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ؎

(۴)

اہل پاکستان کے لئے یہ امر خاص طور پر قابل فکر ہے کہ جو لوگ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے **"فیصلہ"** کو **"حتمی فیصلہ"** قرار دے کر **"جبر و تشدد"** سے یا **"چالوں"** سے اسے نافذ کرنے کے درپے ہوتے ہوئے **حادثۂ کربلا** کو اس کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اُن کا مقصد و مدعا کیا ہے؟ کیا وہ پھر **ایک اور کربلا** پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

ہمارا دردمندانہ مشورہ ہے کہ قرآنی اصول لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ کو اپنایا جائے اور حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے مسلک کو اختیار کیا جائے اور یزیدی قوتوں کو پنپنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ اسی میں سب خیر اور بھلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ حق کی توفیق بخشے! **اَللّٰهُمَّ آمِين! يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ!!**

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ ان برگزیدوں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔"

(کلمات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔ فتاویٰ احمدیہ حصہ دوم)

اسلام کا بطلِ جلیلؑ

محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب۔ واقفِ زندگی

مظہرِ تمکینِ دیں کا موعود فرزندِ جلیل
مہدیٔ مسعود ہے اور ابنِ مریمؑ کا مثیلؑ

جب ہوا مشہود وہ شہزادۂ امن و اماں
چاند سورج بن گئے اس کی صداقت پر دلیل

اس جری اللہ کے آنے سے پہلے الاماں
اہلِ قبلہ ہو رہے تھے شرک کے ہاتھوں ذلیل

حالتِ تخریبِ شہر پہ تھے سب نوحہ کناں
شہر تھا شہرِ خموشاں اور شکستہ تھی فصیل

نالہ ہائے حالی و اقبال و سید تھے بلند
تھی تلاشِ چارہ گر اور ساری امت تھی علیل

کفر نے ہر سمت سے گھیرا ہوا تھا دین کو
آگیا میدان میں اسلام کا بطلِ جلیلؑ

جب کبھی بھی آتشِ نمرود شعلہ زن ہوئی
مستعد بہرِ شہادت ہو گئی روحِ خلیلؑ

خود خدا کرتا رہا اس کی حفاظت رات دن
حملہ آور جب کبھی ہوتے رہے اصحابِ فیل

اس کی آمد پر ہوا قرآن کا دوبارہ نزول
کس قدر برکت کا حامل تھا وہ پاکیزہ نزیلؑ

تا قیامت غلبۂ اسلام کے ساماں ہوئے
دوسری قدرت کا مژدہ تھی وہ آوازِ رحیلؑ"

دولتِ ایماں سے مالا مال ہیں شبیر ہم
زندگی کٹتی ہے زیرِ سایۂ ربِّ جلیل

یہ نظم خاکسار نے اپریل ۷۵ء کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقدہ مسجد مبارک ربوہ میں پڑھی۔ (شبیر احمد)

شذرات

۱۔ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی ؒ کے کشوف والہامات

الفرقان کی گزشتہ اشاعت میں ایک خاص مضمون حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشوف والہامات کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ میں مولوی صاحبؒ مرحوم کی سوانحعمری اور مکتوبات میں مندرج چالیس الہامات درج ہیں ان الہامات میں آیات قرآنیہ بھی ہیں۔ اس مضمون کو شائع کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ:۔

"ظاہر ہے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کو نیک اور بزرگ ماننے والے اس حقیقت کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں کہ امت محمدیہ کے صلحاء پر الہامات و کشوف کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر ظاہر پرست علماء جو کنوئیں کے مینڈک کی طرح ہوتے ہیں۔ اس روحانی نعمت سے محروم ہونے کے باعث انکار کریں تو وہ معذور ہیں مگر ربانی علماء اور بالخصوص اہلحدیثوں سے دیندار لوگ الہام و وحی غیر تشریعی کا کیونکر انکار کریں گے" (الفرقان مارچ ۷۵ء ص ۲۳)

ہفت روزہ اہلحدیث پرچہ "الاعتصام" لاہور اس مخلصانہ مضمون کے مندرجہ بالا الفاظ کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"ربوی مرزائیوں کے ایک مولوی ابوالعطا صاحب ہیں۔ یہ بھی اس فن میں خوب مہارت رکھتے ہیں یہ صاحب اپنے ماہنامہ "الفرقان" ربوہ کے اکثر و بیشتر شماروں میں عجیب عجیب تلبیس کاری سے کام لیتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں یعنی مارچ ۱۹۷۵ء کے تازہ پرچے میں ایک "خاص مضمون" بایں عنوان "حضرت مولوی عبداللہ الغزنوی ؒ کے کشوف والہامات" شائع ہوا ہے جس میں ان کے کشوف و الہامات اور عالم رؤیا کے واقعات کو پیش کر کے یہ تاثر دینے کی مذموم سعی کی گئی ہے کہ جناب مرزا صاحب کے کشوف و الہام کی بھی یہی حیثیت ہے۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔ ۲۸ مارچ ۷۵ء ص ۳)

الفرقان: یہ تاثر دینے کی ہم نے مضمون میں کسی جگہ کوشش نہیں کی۔ مدیر الاعتصام خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں ہم نے تو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ "امت محمدیہ کے صلحاء پر

کشوف والہامات کا سلسلہ جاری ہے۔" مدیر الاعتصام خدارا بتائیں کہ ہمارے مقالہ اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے الہامات سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ باقی رہا حضرت مرزا صاحبؑ کے الہام و کشف کی حیثیت! وہ تو اس مقالہ کا موضوع ہی نہیں ہاں مدیر الاعتصام کے لحاظ سے چور کی داڑھی میں تنکا قرار دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ شاہ فیصل کا افسوسناک قتل

زندگی اور موت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور اسی کے اذن سے واقع ہوتی ہے یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ سعودی عرب کے شاہ فیصل بن عبدالعزیز کو دارالحکومت ریاض میں اُن کے دفتر میں ان کے بھتیجے شاہزادہ فیصل بن مساعد نے بروز منگل ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء (گیارہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ) گولیوں کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔ قاتل نے قریب جا کر ریوالور سے کئی گولیاں چلائیں اور شاہ زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ہمارے نزدیک یہ حادثہ کئی پہلوؤں سے افسوسناک ہے بڑا پہلو تو بقول مدیر چٹان یہی ہے کہ: ؎

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
ارضِ حرم کا مہرِ درخشاں چلا گیا۔"

(چٹان۔ ۷ اپریل ۷۵ء)

مومنوں کو یقین ہے کہ یہ حادثہ الٰہی تقدیر سے ہوا ہے اس لئے گو نہایت افسوسناک اور المناک ہے مگر انجام کار یہ حادثہ بھی اللہ تعالیٰ کے دین اور دنیائے اسلام کے لئے بہتر صورت پیدا کرنے کا موجب ثابت ہو گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کے بُرے عواقب سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو ہر جگہ محفوظ رکھے! اَللّٰھُمَّ آمین!

۳۔ مدیر چٹان کے نام

ہم نے الفرقان ماہ مارچ میں "ایک دردمند مکتوب" شائع کیا تھا جس میں اس بدزبانی اور انتہائی دل آزاری پر شکوہ کیا تھا جو مدیر چٹان اپنے ہفت روزہ میں جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام اور جماعت کے قابل صد احترام خلفاء کے بارے میں کر رہے ہیں اور رجسٹری خطوط کے ذریعہ گالیاں دے کر ہمارے دل دکھا رہے ہیں ہم نے اپنی ناطاقتی اور بے بسی کو اپنے رب کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس پر مدیر چٹان نے اپنی ۲۴ مارچ کی اشاعت میں "مدیر الفرقان ربوہ کی خدمت میں" کے زیر عنوان تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جنابِ محترم! اگر آپ اصولی بحث کریں اور خیال سے خیال کا تبادلہ کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں"

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم جناب ابوالعطاء جالندھری سے ایک ہی سوال کرنا چاہتے ہیں کہ دل آپ کے خلیفہ صاحب ہی کا ہے جس کو آزار پہنچتا ہے یا کسی اور کے پاس بھی دل ہے اور اس کو بھی آزار پہنچ سکتا ہے"

الفرقان: اصولی بحث کی بات آپ نے بہت اچھی لکھی ہے ہم اس پر عمل پیرا ہیں اور آئندہ بھی اسی پر عمل کرتے رہیں گے ہمارا اور آپ کا اختلاف درحقیقت صرف اس امر میں ہے کہ امتِ محمدیہ کے لئے آنے والے مسیح موعود حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام جو خود امت میں سے آنے والا ہے کے

مقام و مرتبہ پر امت کا اجماع ہے وہ ہرگز اختلافی نہیں پس اگر اصولی بحث کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ حضرت عیسیٰ جسمانی طور پر آسمانوں پر زندہ ہیں اور وہی کسی زمانہ میں آکر امت کی اصلاح کریں گے تو ہمارا ناحق پر ہونا واضح ہو جائے گا اور ہمیں اپنی غلطی کے ماننے میں ذرا تامل نہ ہوگا۔ باقی رہا یہ سوال کہ اصولی بحث کیونکر ہو تو آپ نے خود شائع کر دیا ہے کہ:۔

"ہر شخص جانتا ہے کہ اس امت مسلمہ کی شیرازہ بندی قرآن مجید کی حبل اللہ المتین ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور تمام مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سب مل کر اس رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور متفرق نہ ہوں۔ اس ہدایت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ ہمارے درمیان جتنے بھی اختلاف پیدا ہوں ہم ان کے فیصلے کے لئے رجوع قرآن کی طرف کریں۔"

(چٹان۔ لاہور۔ ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲)

جناب مدیر چٹان! فرمائیے کیا آپ مذکورہ بالا بنیادی اختلاف کے بارے میں اصولی بحث کے طور پر رجوع الی القرآن کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اے کاش! آپ لوگ اس طریق کو قبول کر لیں!

باقی رہا دل اور اس کی آزاری کا سوال تو ہم مانتے ہیں کہ دل سب کے ہیں اور سب کی دل آزاری ہوتی ہے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ کو شکایت لاہور کے ہفت روزہ سے ہو اور آپ گالیاں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت کے خلفاء کو دینے لگ جائیں؟ جہاں تک ہفت روزہ لاہور اور آپ کے چٹان کے انداز بیان کا معاملہ ہے اگر آپ اس بارے میں ثالثوں کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ مناسب فضا پیدا نہ ہو سکے۔ بہرحال آپ احمدیوں کو ذلیل اور مکروہ کہہ کر ان کے امام کو گالیاں نہ دیں آسمانوں پر ایک قادر و توانا خدا موجود ہے

وما علینا الا البلاغ!

۴۔ جعلسازی اور افتراء پردازی کی انتہا

ہفت روزہ "چٹان" لکھتا ہے:۔

"ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق شاہ فیصل کی شہادت پر قادیانی امت نے اپنے صدر مقام ربوہ میں ازراہِ مسرت نہ صرف برسر عام رقص کیا اور بھنگڑہ ڈالا بلکہ اس کے بعد اپنی مسجد میں جلسہ کیا جس میں ایک مقرر نے مرزا ناصر احمد کے ایما پر اس قتل کو مرزا غلام احمد کی خانہ ساز نبوت کا معجزہ قرار دیا کہ شاہ فیصل نے قادیانیوں کا داخلہ حجاز میں بند کر دیا تھا اس کے علاوہ شیرپاؤ کے قتل کو بھی اس معجزہ سے منسلک کیا کہ وہ بھی سرحد کے وزیر داخلہ کی حیثیت میں قادیانی امت کے خلاف تھے۔ اسی مقرر نے مسٹر بھٹو کے خلاف بھی اسی انداز کی یاوہ گوئی کی۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۔ ۷ اپریل ۱۹۷۵ء)

الفرقان: اس بیان میں ایک ذرہ سچائی نہیں۔ سرتاسر جعل و افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ یہ صرف عوام کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اور ایک افسوسناک سانحہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تمام خدا ترس لوگوں پر واضح

رہے کہ نہ کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے اور نہ ہی احمدیوں کا یہ طریق ہے واللہ علی ما نقول شہید۔

۵۔ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مسلمان ہونے کا طریق

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حالات میں لکھا ہے:۔

"۱۹۲۰ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے مولانا کا وزیرآباد میں آریوں سے مباحثہ تھا۔ آریہ مناظر خوش رنگ جوان تھا۔ اس نے کھڑے ہوتے ہی مولانا کے خلاف کفر کے فتوے پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرا تو مسلمانوں سے مناظرہ ٹھہرا ہے اس پر مولانا نے قریب بیٹھے ہوئے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں اور کلمہ پڑھا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آ بیٹا اب مسلمان مناظر تیرے سامنے آ گیا ہے۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۸ مارچ ۷۵ء ص۱۱)

الفرقان: گویا اسلام میں داخل ہونے کا طریق کلمہ شہادت (اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ) پڑھ لینا ہے۔ باقی منہ پر ہاتھ پھیر کر آریہ مناظر کو خطاب کیا ہے۔ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذاتی ظرافت ہے۔

۶۔ پاکستانی سیاست کا تجزیہ

ہفت روزہ چٹان لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"پاکستانی سیاست ستر فی صد شیعی، بیس فیصد قادیانی اور دس فیصد سیکولر سیاست رہی اور آج بھی یہی تناسب قائم ہے۔ سُنّی سیاست کا اس میں کوئی جز نہیں۔ یہ دس فیصد سیکولر سیاست بھی درحقیقت اول الذکر دونوں سیاستوں کی خادم و معاون ہے اور اہل سنت کے لئے صرف نعرہ اتحاد اسلامی کی افیون مہیا کرتی ہے۔ سیاسی میدان میں شیعوں اور قادیانیوں کے درمیان اتحاد کامل ہے۔ قادیانی اقلیت میں نہیں اس لئے اگر اس فیصد کو بھی ہم شیعہ سیاست ہی کا ایک جزو کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اسے یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ ہماری کوئی سیاسی جماعت شیعی اثر سے خالی نہیں اکثر و اغلب سیاسی جماعتوں میں تو شیعہ صاحبان باوجود قلت تعداد عنصر غالب

DOMINANT FACTOR

کی حیثیت سے داخل ہیں۔"

(چٹان ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء ص۳)

الفرقان: ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس انداز تحریر کا کیا مدعا ہے؟ اس سے ملکی سیاست میں تفرقہ کے جراثیم پیدا کرنا مقصود نہیں تو اور کیا مقصد ہے؟ "سُنّی سیاست" کس طرح پیدا ہوگی؟ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خدائی فیصلہ

محترم جناب عبدالمنان صاحب ناہید

خوش ہو تم اپنے عوامی فیصلہ پر، خوش رہو
نہ کہو اللہ والوں سے اسی رَو میں بہو
جب سے دردِ محبت کی کسک جاتی نہیں
ہر نئے صدمے پہ دل کہتا ہے اس کو بھی سہو
کیا ہوا وہ حرفِ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن ان دنوں
کھو گئی کیوں وسعتِ قلب و نظر کچھ تو کہو
کافری ہیں گر خدا راضی ہے تو کافر ہوں میں
یہ تمہارا امتیازِ کفر و ایماں ہو نہ ہو
اب خدائی فیصلہ کا دن بھی آئے گا ضرور
منتظر ہم بھی ہیں اس کے، منتظر تم بھی رہو

○

دانائے چین ـــ کنفیوشس

محترم جناب شیخ عبدالقادر صاحب لاہور

کنفیوشس کی داستان حیات مختصر اور سیدھی سادی ہے ۵۵۱ قبل مسیح میں پیدا ہوا جبکہ چین کی مرکزی حکومت کمزور تھی۔ اور چین کے لوگ قزاقوں اور رہزن امراء کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرتے تھے۔ لوٹ مار اور قتل و خون کا بازار گرم تھا۔ شہر ویران تھے اور شمالی اور وسطی چین کے زرخیز میدان ایک بیابان بن کر رہ گئے تھے جہاں لوگ بھوکوں مر رہے تھے لیکن کنفیوشس کی زندگی ایک باوقار، خاموش طبع شخص کی زندگی تھی جس میں ہنگامہ آرائیاں اور شور و شغب کبھی دخل انداز نہ ہو پایا۔

کنفیوشس کو اپنی قوم سے بہت محبت تھی اس کا دل ان کے لئے بہت کڑھتا تھا لیکن طاقت اور قوت کے استعمال کو وہ بے سود سمجھتا تھا۔ خود صلح پسند شخص تھا۔ جانتا تھا کہ محض قوانین کے بدل ڈالنے سے لوگوں کی زندگی منقلب نہیں ہو سکتی۔ اسے یقین تھا کہ جب تک نیتیں نہ بدلیں نجات کی توقع فضول ہے چنانچہ بظاہر اس نے ایک ناممکن کام پر ہاتھ ڈالا یعنی ان کروڑوں انسانوں کی سیرت بدل ڈالنے کا تہیہ کر لیا۔ جو مشرقی ایشیا کے وسیع میدانوں میں آباد تھے۔ شروع شروع میں بہت کم لوگ اس کے پاس تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اس کی وفات سے پہلے (جو ۴۷۸ قبل مسیح کو واقع ہوئی) چین کے کئی بادشاہ اور شہزادے، اس کے پیروؤں کے زمرے میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ کنفیوشس کا فلسفہ بیشتر اہل چین کی ذہنیت کا جزو بن گیا۔ دانائے چین کے بتائے ہوئے رموز و نکات اس قدر دل نشین ہوئے کہ ان سے ہر چینی کے دل پر (خواہ وہ کوئی غریب معمولی کسان تھا جو کسی کارخانے میں محنت و مشقت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ یا کسی وسیع مملکت کا فرمانروا جو عالی شان محل کی بلند چار دیواری کے اندر رہتا تھا) معقولیت اور فلسفے کا ایک رنگ چڑھ گیا۔ اور ان کی تمام زندگی اس سے اثر پذیر ہوئی۔

(۲)

یہ ہے دانائے چین کنفیوشس کی داستانِ حیات جو کہ "ہینڈرک وان لون" کی کتاب "نوعِ انسان کی کہانی" سے ماخوذ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا انقلاب کنفیوشس نے کس طرح پیدا کر دیا؟ مصنّف مذکور لکھتا ہے :-

"دنیا میں جو بڑے بڑے اخلاقی رہنما گزرے ہیں ان میں سے صرف کنفیوشس ہی ایسا رہنما تھا جس نے نہ پیغمبری کا دعویٰ کیا نہ ملہم ہونے کا۔ جسے نہ کبھی خدا کا جلوہ نظر آیا نہ خدا کی آواز سنائی دی۔"

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے :۔

"چین میں کنفیوشس کا اقتدارات تک قائم
ہے لیکن اس کے فلسفے کی اصل وضع بہت
کچھ بدل چکی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات
نہیں۔ امتداد زمانہ سے اکثر مذہب بدلتے
رہتے ہیں۔ مسیح نے لوگوں کو انکسار، تسلیم اور
ہوسِ دنیا سے پاک رہنے کا سبق سکھایا تھا
لیکن مسیح کی وفات کے پندرہ سو سال بعد
کلیسائے مسیح کا راہنما کروڑوں روپے ایک
ایسی عمارت پر صرف کر رہا تھا جس کو بیت لحم
کے طویلے یعنی مسیح کے مولد سے دور کی نسبت
نہ تھی۔"

کنفیوشس کی تعلیمات سو سال بعد مسخ کی گئیں۔ بدھ ناستک فلسفے کے اثر کے تحت کنفیوشس کو بھی ایک ایسے ریفارمر کی شکل میں پیش کیا گیا جس نے الٰہیات کو اپنا موضوع نہیں بنایا۔ صرف امورِ دنیا تک اپنی تعلیمات کو محدود رکھا۔ یہ بات یوں بھی غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ "من سی اس" کنفیوشس کا مشہور مرید اور خلیفہ ہوا ہے۔ اس نے کنفیوشس کی تصنیف "چُن سی" یعنی "صحیفۂ بہار و خزاں" کا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے :۔

"دنیا میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ سچائی اور
حقیقت کی کوئی توقیر نہ رہی تھی۔ کنفیوشس
خدا سے ڈرا اور اس نے یہ کتاب لکھ دی تاکہ
دنیا کی ہدایت کا موجب ہو"

ظاہر ہے کہ یہ کسی پیغمبر کا ہی انداز ہے۔

(۳)

کنفیوشس کا یہ طریق تھا کہ وہ اسلاف کی تاریخ بیان کرتا ہے، صلحاء کے نمونے پیش کرتا ہے۔ اس طرح "گفتہ آید در حدیث دیگراں" کے رنگ میں دل کی بات کہہ جاتا ہے۔ کنفیوشس کی تالیف "شو کنگ" میں تین ہزار سال کا عکسِ جمیل جھلک رہا ہے۔ ۲۳۵۵ قبل مسیح سے لے کر ۶۱۹ قبل مسیح تک چین کی تاریخ کے جستہ جستہ حالات درج ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں اس کے تراجم ملتے ہیں۔ اس کتاب کے ایک حصّہ کا اردو ترجمہ "صحیفۂ چین" کے عنوان سے ہو چکا ہے۔ ایک جگہ چینی بادشاہ یاؤ (۲۳۵۵ ق م) کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"وہ خدا کی طرح مہربان اور رحمدل تھا اور
دیوتاؤں (فرشتوں) کی طرح عقلمند اور ہشیار
دور سے اس کی چمک ابرِ تاباں سے مشابہ
تھی اور قریب سے خورشید زرفشاں جیسی
وہ امیر تھا مگر مغرور نہیں ...... اس کا
روزمرہ کا کھانا ایک قسم کا دلیا ہوتا تھا جو
بغیر کسی خاص اہتمام کے بنایا جاتا تھا۔ وہ
اپنا روز کا دلیا مٹی کے پیالے اور لکڑی کے
چمچہ سے کھاتا تھا۔ وہ اپنے جسم کو زینت
کسی قسم کے جواہرات سے نہ کرتا تھا اور نہ
اس کے کپڑے زرنگار ہوتے تھے بلکہ سادہ
اور ہمیشہ ایک سے۔"

(صحیفۂ چین صفحہ ۱۷)

(۴)

ایک جگہ شہنشاہ طانگ (۱۷۶۱ ق م) کے وزیر

آئی چنگ کا خطبہ نقل کرتے ہیں :-

"اس میں ذرا برابر بھی شک نہیں کہ اگلے وقتوں میں "ہی آ" کے حکمران نیکیوں کے پتلے ہوتے تھے اور اسی لئے مخلوق غضبِ الٰہی سے نجات میں تھی لیکن ان کے ورثاء اور ناخلف جانشینوں نے اپنے آباؤ اجداد کی نیک مثال کی پیروی نہ کی تو خدائے واحد و بزرگ نے بڑی سخت مصیبتیں نازل فرمائیں اور بالآخر اس نے ہمارے بادشاہ طانگ کو توفیق دے کر آخری فیصلہ کے لئے منتخب کیا۔"

(صحیفۂ چین ۔ صفحہ ۴۲)

اسی وزیر کا قول درج کرتے ہیں :-

"حاکمِ حقیقی کے ہاں تغیر و تبدل نہیں۔ نیکی و بھلائی کرنے والوں پر اس کی ان گنت رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بداعمالیوں پر وہ مصیبتیں اور تکلیفیں بھیجتا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

"جب مسلسل سات سال تک خشک سالی نے ملک کو نہ چھوڑا تو خود شہنشاہ (طانگ) نے اپنا جائزہ لیا تاکہ معلوم کرے کہ کون کون سی بات اس نے خوشنودیٔ الٰہی کے خلاف کی تھی جس کی پاداش میں یہ مصیبت نازل ہو رہی تھی چنانچہ وہ شہتوت کے جنگل میں چلا گیا اور وہاں چھ ایسی باتوں کا دل میں اقرار کیا جو قابلِ الزام تھیں اور خدا سے بخشوع و خضوع توبہ کی اور رحم و معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کی توبہ و دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور بارانِ رحمت نازل ہونا شروع ہو گئی۔"

(صحیفۂ چین ۔ صفحہ ۴۷)

(۵)

کنفیوشس کی کچھ اور تعلیمات "حدیثِ دیگراں" کے رنگ میں ملاحظہ ہوں :-

- بلاشبہ خدا کسی کی ناجائز طرفداری نہیں کرتا لیکن جو اس کی عبادت اور عشق کے اہل ہوتے ہیں ان پر وہ رحمت کی نظر رکھتا ہے۔
- عوام مسلسل اور دوامی عبادات بجا نہیں لا سکتے لیکن وہ اہلِ دل عارفوں سے وسیلہ رکھتے ہیں۔
- یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ مخلوق کی کامیابی یا ناکامی بے سوچے سمجھے مقدر کر دی گئی ہے بلکہ خدائی فیصلہ "حق بحق دار رسید" کے مطابق ہوتا ہے۔ (صحیفۂ چین صفحہ ۴۹)
- شاہانِ سلف جن سے بڑے بڑے کارنامے ظہور میں آئے بہ عقل و دانش فرمانِ الٰہی کی پیروی کرتے رہے۔ اگر ہم نے اسلاف کے طریق پر عمل نہ کیا تو ہمارے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ خدائی الہامات ہمارے لئے آتے ہی رہیں۔ (صحیفۂ چین صفحہ ۵۳)
- تمہیں چاہئے کہ ..... اپنی ذات میں نیکیاں اور بھلائیاں پیدا کرو تاجب دنیاوی زندگی ختم ہو اور بالآخر ان تعلق منقطع ہو تو تم دیوتاؤں (فرشتوں) سے جا ملو اور اسی طرح بادلوں کو عبور کر کے رفعتِ اعلیٰ پر جا پہنچو۔

پھر بھلا گھماؤ اور تنزل کا کیا موقع ہے؟

کوئی شخص الٰہیات کے مسائل کو کیوں کر سمجھ سکتا ہے جبکہ اس کے لئے اپنے گرد و پیش کے ذہنی حالات کو سمجھنا ہی مشکل ہو۔

ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ کنفیوشس دنیا میں ایک ایسے معاشرے کے علمبردار تھے جو رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً کی قرآنی دعا کے مطابق ہو۔

آج چین میں کنفیوشس کی مخالفت کی مہم زور شور سے جاری ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ انجام کار دنیا میں ایک صلح و آشتی اور امن و انصاف کا دور آئے گا۔ یہ دور اسلام کے روحانی نظام سے وابستہ ہے۔ یہ نظام نو چین کا مقدر ہے۔ مستقبل کا سنہری دور

(۶)

کنفیوشس کی وفات کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صبح کنفیوشس اٹھے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے

"لوگو! ایک عظیم الشان پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ ایک مضبوط شہتیر ٹوٹ جائے گا اور ایک عقلمند انسان ایک پودے کی طرح مرجھا جائے گا۔"

ان کے ایک شاگرد نے جب یہ سنا تو وہ گھبرا گیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس پر کنفیوشس نے اپنی رویا سنائی اور بتایا کہ میری وفات کی خبر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کنفیوشس ساتویں دن رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ان کے مقبرہ کے سامنے ایک مرمریں مجسمہ نصب ہے جس پر یہ عبارت کندہ ہے:

"سب سے زیادہ دانشمند اور قدیم استاد جو ہر حیثیت سے کامل اور باخبر بادشاہ"

ایمان افروز حکیمانہ کلمات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "کشتی نوح" سے ماخوذ الفاظ:

مرسلہ: جناب جاوید اوجلوی سوات

• "نادر و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے • رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے • تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے • مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو • کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو • تم اس (خدا) کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو • عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ کہ خودنمائی سے ان کی تذلیل • غریب کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر • ہلاکت کی راہوں سے ڈرو • مخلوق کی پرستش نہ کرو • دنیا سے دل برداشتہ رہو • ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو • دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں • خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے • وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے • آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو • نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا

عمرہ اور حجِ بیت اللہ کی سعادت کا بیان

جلالۃ الملک شاہ فیصل سے تعلقات کا تذکرہ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ العالی کے قلم سے

۱۹۷۱ء میں محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت انصاف ہیگ نے اپنے حالاتِ زندگی کا تذکرہ اپنی تصنیف "تحدیثِ نعمت" میں فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں محترم جناب چوہدری صاحب کے قلم سے ان روابط کا بھی ذکر ہوا ہے جو انہیں جلالۃ الملک شاہ فیصل سے تھے۔ بعد ازاں جو تغیرات کسی وجہ سے پیدا ہوگئے وہ سپردِ خدا ہیں۔ وھو علیم بذات الصدور۔ (مدیر)

(۱)

"قیامِ پاکستان کے بعد اقوامِ متحدہ کی اسمبلی کے سالانہ اجلاسوں کے دوران میں سعودی عرب کے وزیرِ خارجہ عالی جاہ امیر فیصل (حال جلالۃ الملک فیصل) کے ساتھ نیازمندی کے روابط پیدا ہونے پر میں نے اُن سے حج کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہونے کے متعلق مشورہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ تم آؤ تو ہم سب انتظام کر دیں گے لیکن حج کے ایام میں موسم اس قدر گرم ہوتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی سہولت کے ہم لوگوں کے لئے بھی اس کی برداشت مشکل ہو جاتی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ چند سال انتظار کرو۔ جب تک حج کے ایام میں موسم کسی قدر اعتدال پر آجائے ۱۹۵۸ء میں عدالت کا اجلاس شروع فروری کی بجائے اوائل اپریل میں منعقد ہونا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس تاخیر سے فائدہ اٹھا کر میں عمرے کا پروگرام بناؤں ممکن ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے حج کی توفیق بھی عطا فرمائے اور اس فرض کی ادائیگی کے لئے مناسب حالات بھی میسر فرما دے۔ ان ایام میں خواجہ شہاب الدین صاحب جدّہ میں پاکستانی سفیر تھے۔ میں نے ان کی خدمت میں اپنے ارادے کی اطلاع دی۔ ان دنوں کراچی سے کوئی پرواز براہِ راست جدّے نہیں جاتی تھی۔ کراچی سے جدّے جانے کے لئے ظہران یا بیروت سے ہو کر جانا پڑتا تھا۔ مجھے مشورہ دیا گیا کہ بیروت سے جانے میں سہولت رہے گی۔ چنانچہ میں ۱۷ر مارچ ۱۹۵۸ء کو جدّے

پہنچ گیا۔ خواجہ شہاب الدین صاحب کمال شفقت سے مطار پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ مصر سے ہوتے ہوئے کہ میں ان کے ہاں پاکستانی سفارت خانے میں قیام کروں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ انھوں نے میرے سفر کے لئے حاضر ہونے کا ذکر جلالۃ الملک سعود کی خدمت میں کیا تھا۔ جس پر جلالۃ الملک نے فرمایا کہ وہ ہمارا مہمان ہوگا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ مہمان تو آپ کا ہی ہوگا۔ اور سب انتظام بھی آپ ہی کی طرف سے ہوگا۔ لیکن آپ کی اجازت سے اگر اس کی رہائش ہمارے ہاں ہو تو ہم اس کے طبی پرہیزا ور عادات سے واقف ہونے کے باعث اس کے خورونوش کا انتظام اس کی ضرورت کے مطابق کر سکیں گے۔ اس پر جلالۃ الملک نے اس شرط پر اجازت دے دی کہ باقی سب انتظام سفر وغیرہ کا اور مکہ معظمہ میں قیام کا سعودی محکمہ ضیافت کی طرف سے ہوگا۔ خواجہ صاحب کے ہاں مجھے ہر سہولت میسر رہی ان کی مہمان نوازی مشہور ہے اور میں کراچی میں بھی اس سے متمتع ہوتا رہا تھا۔ جدہ میں بھی وہی کیفیت تھی۔ ان کی بیگم صاحبہ محترمہ کی طرف سے بھی میں نہایت تواضع کا مورد رہا ——— فجزاھم اللہ خیراً۔

۱۸ مارچ بعد نماز فجر مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوا۔ سفارتخانہ کے سپرنٹنڈنٹ میرے ہمراہ تھے۔ اس سفر میں دل میں جذبات کا جو ہیجان تھا اس کا بیان الفاظ میں مشکل ہے۔ البتہ ظاہری مناسک کا خلاصہ بیان ہو سکتا ہے۔ ہر دل اپنی کیفیات اور اپنے ظرف کے مطابق باقی کا قیاس کر سکتا ہے۔ جدہ سے نکلتے ہی تلبیہ کا ورد شروع ہوتا ہے۔ حرم کی حدود سے تھوڑے فاصلے پر پہلے حدیبیہ کا مقام آتا ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور جہاں قریش کے نمائندے سہیل کے ساتھ آخری شرائط صلح طے پاکر معاہدہ لکھا گیا تھا۔ یہاں اب ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس میں میں نے دو نفل ادا کئے۔ حدودِ حرم کے نشان کے طور پر سڑک کے دونوں طرف ستون ایستادہ ہیں۔ یہاں سے شروع ہو کر مختلف مقامات پر دعا مستحب ہے۔ مکہ معظمہ کی آبادی کے قریب مقام مدعیٰ ہے۔ مکہ معظمہ جاتے ہوئے کعبہ شریف کی چھت پہلے پہل اس مقام سے نظر آیا کرتی تھی۔ اب درمیان میں مکانات بن جانے کی وجہ سے وہاں سے نظر نہیں آتی۔ شہر مکہ معظمہ کے نظر آنے پر بھی دعا مستحب ہے اور پھر شہر میں داخل ہوتے وقت بھی۔ میرا قیام فندق مصر میں ہوا۔ سامان رکھتے ہی مسجد حرام حاضر ہوئے۔ خانہ کعبہ کی دید سے آنکھیں روشن ہوئیں۔ طواف کی سعادت حاصل ہوئی۔ طواف کی تکمیل پر مقام مُلتزَم پر کھڑے ہو کر درِ کعبہ کی دہلیز پر ہاتھ رکھے۔ کامل محویت اور گداز کی حالت میں دعا کی توفیق عطا ہوئی۔ فالحمد للہ۔ اسی حالت میں محسوس ہوا کہ کعبہ شریف کا دروازہ کھل گیا ہے۔ کعبہ شریف کے اندر داخلہ نصیب ہوا۔ پہلے اس مقام پر کھڑے ہو کر جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاں نفل ادا کئے تھے۔ دو نفل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس کے بعد تینوں جانب باری باری رُخ کر کے نفل ادا کئے اور مولانا رومؒ کے مصرعہ "درِ درون کعبہ رسم قبلہ نیست" کی حقیقت عملاً تجربے میں آئی۔"

(تحدیث نعمت صفحہ ۶۲۶۔ ۶۲۸)

(۳)

"عدالت (ہیگ) میں دوبارہ تقرر کے دیگر فوائد کے علاوہ ایک نعمتِ عظمیٰ جو حاصل ہوئی وہ یہ تھی کہ مارچ ۱۹۶۷ء میں میری حج بیت اللہ ادا کرنے کی دیرینہ آرزو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی سے برآئی۔ فالحمد للہ حمداً

كثيرًا طيبًا مباركًا فيه۔ حسنِ اتفاق سے عزیز انور احمد اور عزیزہ امینہ کا ساتھ بھی میسر آگیا جن کی رفاقت کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملا۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

ہم کراچی سے ۱۰؍مارچ ۱۹۶۵ء جمعہ کے دن فجر کے وقت روانہ ہوئے اور دس بجے قبل دوپہر بخیریت جدہ پہنچ گئے۔ تشریفات ملکیہ کی طرف سے ہماری رہائش کا انتظام جدہ پیلس ہوٹل میں کیا گیا تھا جو امریکن طرز کا نہایت عمدہ آرام دہ ہوٹل ہے۔ اسی دن ہم مکہ معظمہ میں حاضر ہوکر بفضل اللہ عمرہ سے مشرف ہوئے اور پھر جدہ واپس آگئے۔ ۱۱؍کو جدہ میں ٹھہر کر تشریفات ملکیہ کے ساتھ پروگرام طے کیا۔ پاکستانی سفارتخانے میں حاضر ہوکر سفیر کبیر اور ان کے افسران سے نیاز حاصل کیا۔ ان میں سے دو صاحبان شیخ اعزاز نیاز صاحب افسر حج اور سید اشتیاق حسین صاحب وزیر ثالث وزارتِ خارجہ میں میرے رفیق کار رہ چکے تھے۔ [illegible] پہلے سی تواضع کے ساتھ پیش آئے اور انتظاماتِ حج کے سلسلہ میں ہمارے آرام کا موجب ہوئے فجزاھم اللہ خیراً۔ ۱۲؍کو جدہ سے کار پر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور ۱۵؍تک وہاں قیام کیا۔ ہماری جائے قیام مسجد نبوی سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ اس سہولت کی وجہ سے ہمیں بفضل اللہ سب اوقات میں مسجد میں حاضری اور نوافل کی ادائیگی کا موقعہ میسر آجاتا تھا۔ البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک اور حضورؐ کے منبر کے درمیان نوافل ادا کرنے والوں کا ہر وقت اس قدر ہجوم رہتا ہے کہ مجھے خدشہ ہوا کہ ان ایام میں اس مبارک مقام پر نفل ادا کرنے اور دعا کرنے کی حسرت دل ہی میں رہ جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور بندہ نوازی سے یہ موقعہ بھی بلافراغت میسر آگیا۔ غیر معمولی ہجوم کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے متعلق خاص انتظام کرنا پڑتا ہے اس لئے مسجد نصف شب سے تین گھنٹے کے لئے بند کر دی جاتی ہے۔ اس دوران میں خدام مسجد کی صفائی مستعدی کے ساتھ مکمل کر لیتے ہیں۔ ۱۴؍کی شام کو تمام تشریفات نے ہمیں مطلع کیا کہ وہ نصف شب کے وقت تشریف لاکر ہمیں مسجد کے اندر لے جائیں گے اور جتنا عرصہ ہم چاہیں نوافل اور دعائیں عرض کر سکیں گے۔ چنانچہ دونوں راتیں ہمیں یہ موقعہ نصیب ہوتا رہا۔ فالحمد للہ۔ ۱۵؍کو مدینہ منورہ سے جدہ واپسی ہوئی۔ ۱۶؍کو ہم پھر مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور عمرہ اور [illegible] ادا کئے۔ ۱۸؍کو مکہ معظمہ منتقل ہوگئے۔ ۱۹؍کی شام کو جلالۃ الملک فیصل کی طرف سے استقبالیہ دعوت تھی۔ عزیز انور احمد اور میں بھی مدعو تھے۔ جلالۃ الملک نے اپنی تقریر میں قضیہ کشمیر کا ذکر فرمایا اور صراحت فرمائی کہ ان کا موقف یہ ہے کہ جو تنازعہ بھی مسلمان ملکوں کے درمیان پیدا ہو جائیں وہ [illegible] کئے جائیں [illegible] کا فیصلہ [illegible]۔ ہم اعلان کرتے ہیں اور آپ سب کو اس پر گواہ ٹھہراتے ہیں کہ کشمیر کی رعایا جو فیصلہ بغیر کسی بیرونی مداخلت یا کسی جبر کے کرے گی ہم اس کے پابند ہوں گے خواہ وہ فیصلہ ہماری نگاہ میں پسندیدہ ہو یا نہ ہو۔ جناب اسمٰعیل ازہری صاحب صدر سوڈان دعوتِ استقبالیہ میں خصوصی مہمان تھے۔ انہوں نے بھی حاضرین کو خطاب فرمایا۔ طعام سے فراغت پر میں نے عزیز انور احمد کو جلالۃ الملک کی خدمت میں پیش کیا۔

آگے مناسکِ حج کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد محترم چوہدری صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"۲۲؍مارچ کو رمی سے فارغ ہوکر قربانی کا انتظام تھا ۲۳؍کو جلالۃ الملک کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل ہوا اور مکہ معظمہ [illegible] کی سعادت حاصل کی [illegible]

سورۃ الانعام ع ۱۹

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر تفسیری حواشی کے ساتھ

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا

تو کہہ دے کہ آؤ میں تم پر ان امور کی تلاوت کروں جو تمہارے رب نے تم پر واجب کئے ہیں (ایک) یہ اللہ تعالیٰ کے

بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دو (دوسرے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو لازم پکڑ لو۔ نیز اپنے بچوں کو تنگ دستی کے

مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا

باعث مت قتل کرو۔ ہم ہی تم کو رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ تم بے حیائی کے کاموں کے قریب

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

تک نہ جاؤ۔ خواہ وہ کام ظاہری ہوں یا باطنی ہوں۔ تم اس (انسانی) جان کو ناحق خونریز

تفسیر: یہ رکوع چار آیات پر مشتمل ہے۔ پہلی اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند بنیادی احکام بیان فرمائے ہیں جن کا عقائد اور اعمال سے تعلق ہے۔ ان احکام کی تعمیل کو بطور واجب قرار دیا گیا ہے لفظ حَرَّمَ کے لغوی معنے حرام قرار دینے اور ضروری اور فرض ٹھہرانے کے ہوتے ہیں۔ اَلَّا تُشْرِكُوْا کے نہی کے صیغہ کے باعث اس جگہ واجب ٹھہرانے کے معنے کرنا زیادہ مناسب ہے۔ پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ شرک بطور اعتقاد بھی ہوتا ہے اور عمل کے لحاظ سے بھی۔ فرمایا کہ واحد و یگانہ خدا کو اس کی ذات اور صفات میں واحد و بے نظیر سمجھو۔ کسی پہلو سے کسی ہستی کو بھی اس کی ذات اور صفات میں

الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ

قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہے یہ امور اللہ تعالیٰ نے بطور وصیت تم سے بیان

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ

کئے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو اور یتیم کے مال کے قریب صرف بہتر اور اس کے لئے فائدہ بخش طریق

هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

سے جاؤ یہاں تک کہ وہ بلوغت و مضبوطی کو پہنچ جائے ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو

بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ

ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کے لئے مکلف نہیں کرتے جب تم کوئی بیان دو تو

فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ

عدل پر قائم رہو خواہ متعلق شخص تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے گئے عہد کو

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ وَاَنَّ هٰذَا

اچھی طرح نبھاؤ ان احکام کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکید کی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرتے رہو یہ میرے تک آنے کا

شریک و سہیم مت گمان کرو عملی طور پر شرک یہ ہے کہ انسان غیر اللہ کے آگے سجدہ کرے۔ اسے اپنا حاجت روا سمجھے یا اس کے سامنے ایسا تذلل ظاہر کرے جو صرف خالق و مالک کے آگے روا ہے یہ سب صورتیں اسلام کے رو سے شرک کی ہیں۔ قبر کو پوجنا بھی ایک رنگ کی بت پرستی ہے انسانوں، جانوروں اور اجرام و عناصر کو رازق و کارساز گمان کرنا بھی سراسر شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے صرف اسی کو خالق و مالک اور معبود سمجھیں اور اسی کے آگے جھکیں۔ دوسرا حکم ماں باپ سے حسن سلوک کا دیا ہے۔ اسلام کے رو سے ماں باپ کے حقوق بے شمار ہیں۔ ان سے ہر پہلو کے لحاظ سے حسن سلوک کی تاکید ہے۔ قول میں بھی نرمی اور ملائمت لازمی ہے اف تک کہنا نا روا ہے عمل میں بھی ان کی اطاعت لازمی ہے۔ تیسرا حکم اولاد کی حفاظت اور نیک تربیت کا دیا گیا ہے۔ بچوں کا قتل جسمانی طور پر بھی منع ہے اور علمی و روحانی طور پر بھی نامناسب ہے جہاں تک رزق کا سوال ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ واری اپنے اوپر رکھی ہے جو لوگ بچوں کی دینی تربیت کا خیال نہیں کرتے اور اس

صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

سیدھا راستہ ہے　تم اس کی پیروی کرو　اس کے علاوہ دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو ورنہ

فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ

وہ راستے تمہیں خدا کے راستہ سے دوسری طرف لے جائیں گے　یہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے لئے تاکیدی حکم ہے

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ

تا تم متقی ہو جاؤ　پھر ہم یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے موسیٰؑ کو ایسی کتاب (توراۃ)

تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ

دی تھی جو اپنی خوبیوں میں مکمل تھی　اور اس وقت کی ہر ضرورت کی تفصیل پر

ع ۱۹ / ۴ / ۶ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّھُمْ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ ○

مشتمل تھی۔ ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ اپنے رب کی ملاقات (بروز حشر) پر ایمان لاتے رہیں۔

سلسلہ میں خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں وہ بھی درحقیقت بچوں کو قتل کرنے والے ہیں۔ **چوتھا حکم** یہ دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی فاحشہ اور بےحیائی سے کلّی اجتناب کرو۔ ظاہری بدیوں سے بھی بچو اور مخفی بےحیائیوں سے بھی الگ رہو۔ **پانچواں حکم** یہ دیا گیا ہے کہ ہر انسانی جان محترم ہے۔ احترام آدمیت کو اپنا شعار بناؤ کسی کو بجز قانونِ الٰہی کی تعمیل کے قتل مت کرو۔ **چھٹا حکم**۔ ان دو آیات میں یتیم کے مال کی خبرگیری کا ہے کوئی ایسا طریق نہ اختیار کیا جائے جس سے یتیم کے مال کو نقصان پہنچے۔ ہاں جب وہ یتیم بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔ **ساتواں حکم** یہ دیا کہ تجارت میں ماپ کر دینے والی چیزیں ہوں یا تول کر دینے والی ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ دیا کرو۔ **آٹھواں حکم** یہ دیا گیا ہے کہ ہمیشہ عدل پر مبنی بات کرو خواہ اس بات سے تمہارے رشتہ دار ہی کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تم بہر حال انصاف پر قائم رہو۔ **آخری حکم** ان آیات میں عہدِ الٰہی کی پوری پوری پابندی کا دیا ہے اس میں جملہ ربانی وصایا کی تعمیل کا ارشاد آ جاتا ہے۔ **تیسری آیت** میں یہ تاکید کی ہے کہ اس میرے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر تم گمراہ ہو جاؤ گے اس لئے اس راہِ حق سے ہر گز ادھر ادھر نہ ہو۔ **چوتھی آیت** میں فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ کو بھی اپنے وقت کی کامل اور جامع ہدایت دی تھی جب تک وہ لوگ اس کی پیروی کرتے رہے وہ راہِ حق پر گامزن رہے۔ جب انہوں نے اس سے انحراف اختیار کیا وہ گمراہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رکوع کے احکام و اوامر کی تعمیل کو تقاضائے عقل و نصیحت قرار دیا ہے۔ تقویٰ اور ایمان کا راستہ بتایا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل پیرا ہونے (آمین ثم آمین)

درس الحدیث

کامیاب زندگی کے لئے چند ہدایاتِ نبوی

(۱) "عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتان مغبون فیھما کثیر من النّاس الصحۃ والفراغ" (البُخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارہ اٹھا رہے ہیں یعنی ان سے پورا استفادہ نہیں کر رہے ایک تو صحت ہے اور دوسری فارغ البالی ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی مقرر فرمائی ہیں۔ صحت کے اچھا ہونے کے نتیجہ میں انسان جسمانی عبادات۔ خدمتِ دین اور جسمانی قوتوں کے ذریعہ بنی نوع انسان کو فوائد پہنچانے کا ذمہ وار ہے۔ مالی فراوانی کی صورت میں انسان کا فرض ہے کہ غرباء اور مستحقین کی امداد کرے۔ اگر کوئی شخص اچھی صحت کے باوجود اس کی ذمہ واریوں کو ادا نہیں کرتا یا مالی وسعت کے باوجود محتاجوں کی مدد نہیں کرتا تو وہ گھاٹے اور خسارہ میں ہے صحت آخر ختم ہو جائے گی۔ مال آخر جاتا رہے گا۔ مرنے کے بعد یہ چیزیں اسے کوئی فائدہ نہ دے سکیں گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلقین فرماتے ہیں کہ اے مومن! بیماری کے آنے سے پہلے اچھی صحت سے فائدہ اٹھالے اور مال کے ضائع ہونے سے پہلے اسے نیکی کے راستوں میں خرچ کر کے فائدہ اٹھالے ورنہ تجھے پچھتانا پڑے گا اور پھر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(۲) "عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وجنّۃ الکافر" (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دنیا مومن کے لئے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اور کافر کے لئے خوشی کا مقام ہے۔

تشریح: انجام اور آخرت کو دیکھا جائے تو یہ دنیا مومنوں کے لئے قید خانہ ہی ہے کیونکہ مومن شرعی پابندیوں کے باعث اس دنیا کی لذتوں سے بے محابا بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے حلال کمائی کی بھی پابندی ہے اور جائز مقام پر خرچ کرنے کا بھی حکم ہے۔ شریعت کی منہیات سے اجتناب کرنا بھی لازم ہے اس کے بالمقابل کافر شتر بے مہار کی طرح ہوتا ہے۔ نہ وہ مال جمع کرنے میں حدود شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہے اور نہ ہی خرچ کرنے کے لحاظ سے اپنے آپ کو کسی قانون کا پابند ٹھہراتا ہے۔ وہ جو دل میں آئے کرتا ہے اور جو چاہے کھاتا ہے۔ آخرت میں اس کے لئے جو سزا ہے اس پر نظر کی جائے تو اس کی یہ دنیا اس کے لئے جنت معلوم ہوگی۔

مکتوبِ برطانیہ

محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لنڈن

موٹاپے کے نقصانات

ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق یورپ اور امریکہ میں اموات کی کثرت کا ایک بڑا باعث موٹاپے کی بیماری ہے۔ موٹاپے سے دل پر غیر ضروری بوجھ پڑتا ہے اور جسم کو اوسط سے زیادہ وزن اٹھانا پڑتا ہے۔ جو بالآخر ہارٹ اٹیک کی صورت میں جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے میں اوسط وزن سے زائد ہر ایک پونڈ وزن انسانی زندگی میں ایک فیصد کمی کر دیتا ہے۔ گویا اگر کسی کا وزن اس کی عمر اور قد کے لحاظ سے جو اوسط وزن ہونا چاہیئے اس سے ۱۵ پونڈ زائد ہو تو اس کی عمر میں ۱۵ فیصد کمی آجاتی ہے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس!

حاملہ خواتین کے لئے بالخصوص موٹاپا جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق زچگی کے وقت زیادہ وزن والی عورتوں میں شرحِ اموات اوسط وزن والی عورتوں سے کہیں زیادہ ہے۔

امریکہ میں ایک سروے کے مطابق ۲۵ سے ۳۰ ملین افراد موٹاپے کی بیماری کا شکار ہیں۔ یہی حال انگلستان اور دوسرے یورپین ممالک کا ہے ان ممالک میں جتنا خرچ موٹاپے کو کم کرنے والی ادویات اور اغذیہ کے اشتہارات پر ہوتا ہے اتنے خرچ میں دنیا بھر کے بھوکے افراد کے لئے سادہ غذا مہیا کی جا سکتی ہے۔

وزن بڑھ جانے کی سب سے بڑی وجہ پُرخوری ہے مغربی ممالک میں چونکہ اشیائے خورونوش کی افراط ہے اور آمدنی کے ذرائع ایسے ہیں کہ ہر کوئی جتنا چاہے خوراک پر خرچ کر سکتا ہے۔ اس لئے ان میں پُرخوری کی عادت بھی بڑھتی جا رہی ہے کھانے پینے میں اعتدال نہیں برتا جا رہا۔ دن بھر میں کئی کئی دفعہ کھانے کی رغبت بڑھتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی معدہ کو ایسا بنایا ہے کہ جتنی غذا کی اس کو عادت ڈالی جائے اس میں وہ گزارہ کر لیتا ہے۔ اگر معدہ کو بے تحاشا بھرنے کی عادت ڈالی جائے تو پھر وہ زیادہ سے زیادہ خوراک کا مطالبہ شروع کر دیتا ہے۔

موٹاپا اور پُرخوری کی عادت علاوہ حیاتِ انسانی کو کم کرنے کے اور بھی بے شمار بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ موٹا شخص سُست ہو جاتا ہے اس پر ہر وقت کسل اور نیند کا غلبہ رہتا ہے۔ عام طور پر موٹے افراد میں استقلال بھی نہیں ہوتا۔

اسلام کے پُرحکمت احکام

اسلام دینِ فطرت ہے اس لئے اس نے اس سلسلہ میں

بھی نہایت پُرحکمت تعلیم پیش کی ہے اور ایسے احکام صادر فرمائے ہیں کہ اگر اُن پر عمل کیا جائے تو موٹاپے اور شکم پُری کی بیماری سے ہمیشہ کے لئے نجات مِل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے:۔

"وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔"

(اعراف)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسراف کا مطلب اعتدال سے بڑھنا ہے۔ اس میں زیادہ کھانا جو جسم کی نشوونما کی ضرورت سے زیادہ ہو۔ وہ بھی شامل ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بہت تھوڑا تناول فرماتے تھے اور کم خوری کو ایمان کی علامت قرار دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص جب مسلمان ہوا تو اس دن اس نے بہت کم کھایا پیا۔ یہ بات حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے.......

.... گویا آپؐ نے مومن اور غیر مومن کے درمیان کم خوری کو امتیاز قرار دیا۔ اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ یمن سے ایک حکیم مدینہ اس غرض سے آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کیا کرے۔ کچھ دن بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو کھانا صرف اسی وقت کھاتے ہیں جب بھوک لگے اور جب کھا چکتے ہیں تب بھی ابھی تھوڑی سی بھوک باقی رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں بیماریاں کیوں لگیں؟ اس لئے تم واپس جاؤ۔ ہمیں کسی حکیم کی ضرورت نہیں ہے۔

صحت کا ایک زرّیں اصل

اس ارشاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحتِ انسانی کو برقرار رکھنے کا ایک زرّیں اصل بیان فرمادیا ہے کہ صرف اُسی وقت کھایا جائے جب ضرورت محسوس ہو۔ نہ کہ منہ کا مزہ بدلنے اور چٹخارے لینے کے لئے۔ اور صرف اتنا کھایا جائے جو صحت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو۔ نہ کہ پیٹ کو بھرا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور مریدِ کامل تھے، کا بھی کھانے کے معاملہ میں یہی اُسوہ تھا کہ آپ بہت کم کھایا کرتے تھے اور صرف ضرورت کے وقت کھاتے تھے۔ آپ کے خلفاء کا بھی یہی عمل رہا ہے۔ حضرت خلیفہ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہا اپنی کم خوری کا ذکر خطبات میں بھی فرمایا ہے۔

صوفیاء نے بھی کم خوری کو ایمان کی تکمیل کا ضروری جزو قرار دیا ہے چنانچہ ایک صوفی کا یہ قول ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے ان تین باتوں کا ہونا ضروری ہے:۔

کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن،

یعنی کم کھانا۔ کم بولنا اور کم سونا ——— کھانا اور سونا لازم و ملزوم ہیں۔ زیادہ کھانے سے ہر وقت نیند کا غلبہ رہتا ہے۔ رات کو اگر پیٹ بھر کر کھایا جائے تو تہجد کے لئے اُٹھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ عبادات میں کسل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

روزہ رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مومنوں کو یہ سبق سکھایا جائے کہ روحانی انوار کے دروازے پیٹ کے دروازے بند کرنے سے ہی کھلتے ہیں۔ روزہ رکھنے کی کیفیت میں

جو روحانی ترقی ہوتی ہے اس میں بھی یہی راز ہے۔ پس کم خوری روحانی ترقی کے لئے پہلا زینہ ہے۔

یورپ اور امریکہ کا معاشرہ خوفناک موٹاپے اور پُرخوری کی بیماریوں کا شکار ہے۔ نئی نسل میں سُستی۔ مذہب سے دُوری اور خدا سے بے تعلقی کی شاید ایک وجہ اسراف بھی ہے۔ واللہ اعلم!

ایک پادری سے مؤثر گفتگو

پچھلے دنوں خاکسار کو یہاں سرے یونیورسٹی میں اسلام پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔ سامعین میں ایک پادری صاحب بھی موجود تھے۔ سوالات کے وقفہ کے دوران پادری صاحب نے اس بات پر اصرار شروع کیا کہ موجودہ بائیبل لفظاً لفظاً من جانب اللہ ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں جو دلچسپ مکالمہ پادری صاحب سے ہوا اس کی ایک جھلک اس غرض سے پیش خدمت ہے کہ الفرقان کے پڑھنے والوں کو اندازہ ہو سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کسرِ صلیب کا کام کتنی خوش اسلوبی کے ساتھ حضور علیہ السلام کی کتب اور تحریرات کے ساتھ ہو چکا ہے۔

پادری صاحب: کیا آپ اناجیل کو بھی ویسے ہی منجانب اللہ مانتے ہیں جیسے عیسائی مانتے ہیں؟

خاکسار: نہیں! ہم اس کو موجودہ صورت میں خدا تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے۔ اس کو چند بعد میں آنے والے لوگوں نے لکھا ہے جنہوں نے مسیح کی صحبت سے فائدہ نہیں اُٹھایا تھا۔

پادری صاحب: اناجیل یقیناً خدا کا کلام ہے اور اس کا ہر لفظ الہامی ہے۔ آخر آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے؟

خاکسار: یہ مجموعۂ اضداد ہے اور خدا کے کلام میں تضاد ممکن نہیں۔ پھر یہ اختلاف بھی عقیدہ یا اس کی تشریح میں نہیں ہے بلکہ واقعات میں ہے۔ مثلاً جب حضرت مسیحؑ کو صلیب پر لٹکایا گیا تو صلیب پر ایک تختی لٹکائی گئی جس پر جو الفاظ درج تھے وہ چاروں اناجیل لکھنے والوں نے الگ الگ لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

MATHEW: The King of The Jews.

LUKE: This is the King of the Jews.

JOHN: Jesus of Nazreth, the King of Jews.

پھر اس بات پر بھی اختلاف ہے کہ ان کو کس وقت صلیب پر چڑھایا گیا۔ سینٹ مارک کے نزدیک دن کے تیسرے حصہ میں ان کو صلیب پر چڑھایا گیا جبکہ سینٹ جان کے نزدیک دن کے چھٹے حصہ میں ان کو صلیب دی گئی۔

پادری صاحب: باوجود اس کے میں اس کو منجانب اللہ ہی سمجھتا ہوں۔

اس موقع پر مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب جو خاکسار کے ساتھ گئے تھے اور مکرم منیر الدین صاحب شمس نائب امام نے جو گفتگو میں حصہ لے رہے تھے پادری صاحب سے کہا کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اناجیل کی حیثیت ناول جیسی ہے جس میں کچھ واقعات صحیح ہیں اور کچھ صحیح نہیں ہیں۔

پادری صاحب نے کہا کہ ہاں آپ اس کو ناول بھی قرار دے سکتے ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ ناول بھی ہے کیونکہ اس کے بہت سارے حصے درست نہیں ہیں۔

ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

وہ عیسائیت جو آج سے اسّی سال قبل دنیا بھر کو مسیح کے لئے فتح

شَانُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الاستاذ محمد عثمان الصدیقی (ایم اے) ربوہ

مَنْ ذَا الَّذِيْ فَاقَ الْوَرٰى — مَنْ ذَا الَّذِيْ بَلَغَ الْعُلٰى
مَنْ ذَا الَّذِيْ هُوَ نَائِقٌ — فِيْ نُوْرِهٖ شَمْسَ الضُّحٰى
وَمَنِ الَّذِيْ بِضِيَائِهٖ — وَجَمَالِهٖ غَابَ الدُّجٰى
وَمَنِ الَّذِيْ فِيْ رِفْعَةٍ — مَسَّ الْمَقَامَ الْمُنْتَهٰى
وَمَنِ الَّذِيْ بِقُدُوْمِهٖ — أَلشِّرْكُ كَانَ قَدِ انْطَوٰى
وَالْكُفْرُ، مَنْ بِمَجِيْئِهٖ — عَنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا، انْمَحٰى
مَنْ فِي الْخَلَائِقِ سَيِّدًا — أَللّٰهُ إِيَّاهُ اجْتَبٰى
وَمَنِ الَّذِيْ هُوَ أَفْضَلُ — مِنْ كُلِّ بَشَرٍ فِي التُّقٰى
أَحَدٌ بِدُوْنِ مُحَمَّدٍ — وَاللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ لَا
هٰذَا النَّبِيُّ هُوَ الَّذِيْ — حَازَ الْفَضَائِلَ كُلَّهَا
مَرْءٌ مَعَالِيَ مَا عَلَا — هٰذَا النَّبِيُّ عَلَا كَمَا
سُبْحَانَ مَنْ فِيْ خَلْقِهٖ — خَلَقَ النَّبِيَّ الْمُصْطَفٰى

مَا شَانُ شَانُ مُحَمَّدٍ
يَا حَبَّذَا هُ وَحَبَّذَا

قسط نمبر (۳)

کتاب اللہ کا فیصلہ

از جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

صرف اختلاف شخصیت

احمدیت کے مخالف حلقوں میں سب سے زیادہ زور جس نزاعی مبحث پر دیا جا رہا ہے وہ مسئلہ ختم نبوت ہے حالانکہ جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمان فرقوں میں ختم نبوت میں نہیں محض شخصیت میں اختلاف ہے۔ وجہ یوں ہے۔ کہ قرآن مجید میں یہ پیشگوئی موجود ہے:-

"ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" (سورۃ توبہ والصف)

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر قسم کے دینوں پر غالب کرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر عالمگیر غلبہ اس مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوگا جس کو حضورؐ نے مسلم شریف میں چار دفعہ "نبی اللہ" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:-

"یُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہٖ الْمِلَلَ کُلَّھَا غَیْرَ الْاِسْلَامِ"

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی سب مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا۔

اس خبر کے مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں کے اکابر امت خواہ ان کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہو یا اہل تشیع سے، بالاتفاق یہ عقیدہ رکھتے رہے ہیں کہ ھو الذی ارسل رسولہ کا وعدہ آخری زمانہ میں مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ دنیائے اسلام کے مشہور امام مفسر حضرت محمد بن جریر طبری (ولادت ۲۲۴ھ وفات ۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"عن ابی ھریرۃ فی قولہ لیظھرہ علی الدین کلہ قال حین خروج عیسی ابن مریم"

حضرت ابوہریرہؓ سے لیظھرہ علی الدین کلہ کی تفسیر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

یہ عیسیٰ بن مریم کے ظہور کے وقت وقوع پذیر ہوگا۔

"عن فضیل بن مرزوق قال حدثنی من سمع ابا جعفر یقول لیظهره علی الدین کله قال اذا خرج عیسیٰ علیه السلام اتبعه اهل کل دین"

(تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر زیر سورۃ صف)

فضیل بن مرزوق سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جس نے حضرت ابو جعفر سے سنا۔ آپ نے لیظهره علی الدین کله کی نسبت فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام خروج کریں گے سب اہل مذاہب آپ کی پیروی کریں گے۔

نویں صدی ہجری کے شہرۂ آفاق مفسر علامہ سید حسین بن علی واعظ کاشفی الہروی (متوفی ۹۱۰ھ / ۱۵۰۴ء) فرماتے ہیں:۔

"بوقت نزول عیسیٰ کہ ہمہ اہل زمین دین اسلام قبول کنند"

(تفسیر حسینی مترجم فارسی صفحہ ۱۸۸ زیر سورہ صف مطبع کریمی بمبئی)

کہ دین کا عالمگیر غلبہ نزول عیسیٰ کے وقت ہوگا جبکہ تمام اہل زمین دین اسلام قبول کر لیں گے۔

علامہ سُدّی نے فرمایا:۔

"ذٰلک عند خروج المهدی علیه السلام لا یبقی احد الا دخل فی الاسلام او ادّی الخراج"

(تفسیر جواہر القرآن از علامہ طنطاوی جوہری برحاشیہ تفسیر ابن جریر)

غلبہ دین کا وعدہ خروج مہدی علیہ السلام کے وقت پورا ہوگا جبکہ ہر شخص حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گا، یا خراج ادا کرے گا۔

مشہور شیعہ کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے:۔

"نزلت فی القائم من آل محمدؐ"

کہ یہ آیت آل محمدؐ کے امام مہدیؑ کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح شیعہ مسلک کی ایک کتاب غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ میں ہے:۔

"مراد از رسول دراینجا مہدی موعود است"

کہ اس جگہ رسول سے مراد مہدی موعود ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل سے عیاں ہے کہ آخری زمانہ میں عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے ایک نبی و رسول کی بعثت کا عقیدہ ہر مکتبہ فکر کے مسلمانوں میں مسلّم ہے۔ احمدیوں کے نزدیک یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور وہ موعود شخصیت بنی اسرائیلی نبی حضرت مسیح بن مریمؑ نہیں بلکہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے احقر الغلمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہیں۔ ثابت ہوا کہ بنیادی اختلاف مسئلہ "ختم نبوت" کا نہیں صرف شخصیت کا ہے۔

تناقض کا الزام

یہ اعتراض بھی اٹھایا جاتا ہے کہ اپنے دعویٰ کی نسبت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات میں تضاد ہے۔ کہیں اپنے تئیں نبی لکھا ہے اور کہیں نہیں۔

حق یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے مارچ ۱۸۸۹ء کی بیعت اولیٰ سے لیکر آخر دم تک کبھی آیت ھو الذی ارسل رسولہ کے مصداق ہونے سے انکار نہیں کیا۔ البتہ رسالت و نبوت کی دو تعریفوں کو مدنظر رکھ کر (جن میں سے پہلی رسمی اور دوسری الہامی اور قرآنی تھی) دو الگ الگ زاویہ ہائے نگاہ پیش کئے ہیں جیسا کہ آپ خود ہی فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداءؐ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اس کے ساتھ ہی آپ نے ہمیشہ ہی یہ وضاحت فرمائی کہ:۔

"یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (ایضاً)

نیز فرمایا:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴-۲۵)

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل

مشرق وسطیٰ کے ایک بزرگ عالم شیخ البونیؒ نے اپنے الہامی قصیدہ میں مہدی موعود کی صداقت کا ایک نشان یہ بتایا ہے کہ:۔

"ویأتی بالبراہین اللواتی
تسلّمھا البریّۃ بالکمال"

(شمس المعارف الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ مؤلفہ شیخ احمد البونیؒ المتوفی ۶۲۲ھ)

یعنی مہدی موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے ایسے براہین لائے گا جن کو لوگ کامل طور پر تسلیم کر لیں گے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی شہرۂ آفاق کتاب "براہین احمدیہ" کی تصنیف (۱۸۸۰ء - ۱۸۸۴ء) سے بھی پوری ہوئی جس کی نسبت مشہور اہل حدیث عالم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہاں تک لکھا کہ:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں

موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعلّ اللہ یحدث بعد ذالک امرًا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ تا ۱۱ جلد ۶)

براہین احمدیہ اس شان کی کتاب ہے کہ مخالفین احمدیت اس کے مضامین سے استفادہ ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے الفاظ تک کا سرقہ بھی کر لیتے ہیں۔ بطور مثال رسالہ مولوی دہلی رسول نمبر (ماہ صفر ۱۳۶۵ھ - جنوری ۱۹۴۶ء) میں مولانا سید نذیر الحق صاحب سابق خطیب جامع مسجد ڈلہوزی کا خطاب شائع شدہ ہے جس میں آیت اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... الخ کی جو تعبیر بیان کی گئی ہے وہ اکثر و بیشتر براہین احمدیہ (جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ - ۱۸۰) ہی کے الفاظ میں درج ہے مگر خطیب صاحب نے اسے اپنی طرف منسوب فرما لیا ہے۔

افسوس ایک طرف تو یہ ذہنیت کارفرما ہے دوسری طرف اس بلند پایہ اسلامی شاہکار کی عظمت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اس کی پچاس جلدوں کے لکھنے کا وعدہ کر کے لوگوں سے بہت سا چندہ لیا۔ پھر پانچ کی اشاعت پر اکتفا کر کے لکھا۔

"چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوا۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم صفحہ ۷)

جہاں تک براہین احمدیہ کے پچاس اجزا کے لئے چندہ وصول کرنے کا تعلق ہے اس کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی مندرجہ ذیل تصریحات کافی ہیں:-

اوّل: آپؑ نے ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو میر عباس علی صاحب لدھیانوی کو براہین احمدیہ کی نسبت یہ خاص ہدایت فرمائی کہ:-

"چونکہ یہ کام خالصۃً خدا کے لئے اور خود حضرت احدیت کے ارادہ خاص سے ہے اس لئے آپ اس کے خریداروں کی فراہمی میں یہ ملحوظ خاطر شریف رکھیں کہ کوئی ایسا خریدار شامل نہ ہو جس کی محض خرید و فروخت پر نظر ہو بلکہ جو لوگ دینی محبت سے مدد کرنا چاہتے ہیں انہیں کی خریداری مبارک اور بہتر ہے کیونکہ درحقیقت یہ کوئی خرید و فروخت کا کام نہیں۔"

"اس کام میں جیسے جیسے عرصہ میں خداوند کریم سرمایہ کافی کسی حصہ کے چھپنے کے لئے حسب حکمت کاملہ خود میسر کرتا ہے۔ اُسی عرصہ میں یہ کتاب چھپتی ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱)

دوم: ۱۸۹۸ء میں اعلان عام فرمایا:-

"اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں

سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی نادانی
کا باعث ہوگا کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا
حصہ مفت تقسیم ہوا ہے اور بعض سے پانچ
روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی
ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس
روپے لئے گئے ہوں اور جن سے پچیس روپے
لئے گئے ہوں وہ چند آدمی ہیں۔ پھر باوجود
اس کے دو دفعہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص
براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ
ہماری کتاب ہمارے پاس روانہ کردے اور
اپنی قیمت لے لے چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس
قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے
کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی بعض
نے کتابوں کو خراب کرکے بھیجا مگر پھر بھی ہم
نے قیمت دے دی۔"

(اشتہار مشمولہ ایام الصلح و تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۷۷-۷۸)

سوم: اپنی وفات سے دو برس قبل براہین احمدیہ حصہ پنجم تصنیف فرمائی جس میں وضاحت سے تحریر فرمایا کہ:۔

"چار حصے جو اس کتاب کے طبع ہو چکے
تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے
گئے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے پس
جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں
بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لے لی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹)

جہاں تک پانچ کو پچاس قرار دینے کا تعلق ہے یہ دراصل بخاری شریف کی اس حدیث قدسی کی طرف لطیف اشارہ ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں مخاطب کرکے فرمایا:۔

"هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ"

(بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۱ مصری)

یعنی یہ پانچ نمازیں حقیقت میں پچاس ہیں

علمی اور افادی حیثیت سے بالکل یہی صورت چونکہ براہین احمدیہ کی تھی اس لئے جناب الٰہی کے حکم سے آپ نے بقیہ جلدوں کی تصنیف کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیت
اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ
میں لکھوں لیکن جب میں نے غور سے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ یہ دلائل ہزارہا نشانوں کے
قائم مقام ہیں پس خدا نے میرے دل کو
اس ارادہ سے پھیر دیا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵)

فرید فرماتے ہیں:۔

"لوگ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں تین سو دلائل
کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا حالانکہ
براہین میں صداقت اسلام کے واسطے کئی
لاکھ دلیلیں ہیں۔"

(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء - ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۹۷)

---

[1] حدیث نبوی ہے "لا احلف علی یمین فاری غیرھا خیراً منھا الا اتیت الذی ھو خیر منھا" (بخاری کتاب الایمان)
جب میں کسی چیز کے متعلق قسم کھاتا ہوں مگر اس سے بہتر اور چیز پاتا ہوں تو بہتر کو اختیار کر لیتا ہوں۔

سچ فرمایا قرآن مجید نے :۔

"و من یؤت الحکمۃ فقد
اوتی خیراً کثیراً"

(بقرۃ : ۲۷۰)

جس شخص کو حکمت دی جاتی ہے اس کو
مال کثیر دیا گیا ہے

توہینِ حضرت مسیح کا الزام

عیسائی پادریوں کا صدیوں سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ قرآن مجید کی ان آیات کو جن میں سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی تعریف کی گئی ہے پیش کر کے یہ پراپیگنڈا کرتے آئے ہیں کہ یہ الفاظ چونکہ قرآن میں بانی اسلام کے لئے استعمال نہیں کئے گئے اس لئے وہ (معاذ اللہ) گنہگار ہیں اور مسیح معصوم اور پوری انسانیت کے لئے منجی ہیں۔

اس حربہ کا استعمال اتنی شد ومد سے ہوتا چلا آرہا ہے کہ قدیم مسلمان متکلمین کو اپنی کتابوں میں اس کا خاص طور پر جواب دینا پڑا۔ چنانچہ دسویں صدی ہجری اور سولہویں صدی عیسوی کے ایک عالم حضرت الشیخ ابوالفضل المالکی المسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۴۲ھ / ۱۵۳۶ء میں کتاب "المنتخب الجلیل من تخجیل من حرّف الانجیل" تالیف کی۔ جس میں حضرت مسیح کے روح اللہ ہونے کی زعوم فضیلت کا جواب دیتے ہوئے لکھا :۔

"انّ الروحَ الآتیۃ لیست لعیسٰی
بل ھی لاستاذہ الذی عمّدہٗ
یحیٰی بن زکریا لانہ بشھادۃ
الانجیل افضل منہ اذ ھو الذی
امتلاء من روح القدس فی بطن
امّہ ثمّ نشأ سیداً وحصوراً و
قلتم فی انجیلکم ان یوحنّا ھٰذا
کان لا یاکل ولا یشرب ولا یتناول
خمراً مسکراً ...... وانّہ احتجّ
قبل المسیح الی الدعاء الی اللہ تعالٰی
وعمد الخلق وعمد المسیح فیمن
عمد واما المسیح فلم تاتہٖ الروح
فی قولکم الّا بعد اثنتین وثلثین
سنۃ من عمرہٖ علٰی ید یوحنّا
شیخہٖ واستاذہٖ بل ہو اکل الخبز
واللحم وشرب الخمر فی زعمکم
وحضر الدعوات وتناول نفیس
الطعام وصبّت علیہ امرأۃ
دھناً قیمتہ ثلثمائۃ مثقال
فلم ینکر علیھا کل ذالک یشھد
بہ انجیلکم واذا کان الامر علٰی
ما وصفتم من حال الرجلین صلوٰۃ
اللہ علیھما اولاً فیما ربانہ افضل
منہ ولہ زیادۃ قبل المسیح لم یزد
البشارۃ وقد صرّح الکتاب
العزیز بسیادتہ فقال (وسیّداً
وحصوراً ونبیّاً من الصّالحین)
وناعیک بھذا اشارۃ من رب

العالمین"

(صفحہ ۹۔ مطبع تقدم عابدین مصر ۱۳۲۳ھ)

ترجمہ: آنے والی روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے نہیں ان کے استاذ حضرت یحییٰ بن زکریا کے بیٹے تھے جن سے آپ نے بپتسمہ لیا تھا۔ جو انجیلی شہادت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ سے افضل تھے کیونکہ وہ اپنی والدہ کے بطن ہی میں روح القدس سے معمور تھے پھر سید اور حصور جن کی صورت میں اللہ نے نشوونما پائی اور تم اپنی انجیل میں کہتے ہو کہ یوحنا کھاتے پیتے نہیں تھے۔ نہ گوشت اور شراب استعمال کرتے تھے...... اور وہ مسیح سے پہلے اللہ کے حضور دعا کے لئے آمادہ ہوئے اور انھوں نے مخلوق کو حتیٰ کہ مسیح کو بھی بپتسمہ دیا۔ لیکن مسیح کے پاس روح (جیسا کہ تم کہتے ہو) تیس سال کی عمر کے بعد یوحنا کے ہاتھ پر آئی جو ان کے مرشد اور استاذ تھے تمہارے نزدیک مسیح نے روٹی اور گوشت کھایا اور شراب نوشی کی اور دعوتوں میں گئے اور انھیں کھانے تناول کئے وہاں پر ایک عورت نے تین سو مثقال کا قیمتی عطر ڈالا اور انھوں نے برا نہ منایا۔ تمہاری انجیل ان سب باتوں پر شاہد ہے اور ان دو آدمیوں (صلوٰت اللہ علیہما) کے بارے تم نے خود جو اوصاف بیان کئے ہیں تو اس میں اب کوئی اخفا نہیں رہ جاتا کہ یحییٰ مسیح سے افضل تھے اور اس کی تائید مسیح کا یہ قول بھی کرتا ہے کہ عورتوں سے یحییٰ جیسا کوئی بچہ نہیں جنا اور کتاب اللہ نے یحییٰ کی سیادت کی تصریح ان الفاظ میں فرمائی ہے وسیّداً وحصوراً ونبیاً من الصالحین۔ اور تیرے لئے رب العالمین کی یہ ثنا کافی ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان کی مسیحی مشنری بہت تیز تھی۔ مسیحی مصنفین نے اس زمانہ میں اسلام کے خلاف انتہائی زہریلا لٹریچر شائع کیا جس میں پہلے پادریوں سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی رو سے گنہگار اور مسیح علیہ السلام کو معصوم اور نجات دہندہ ثابت کرنے کی زبردست مہم چلائی۔

اس ضمن میں کرسچین لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ نے کثرت لٹریچر شائع کیا جس میں "مسیح یا محمدؐ؟" اور "بے گناہ نبی" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ کتابیں ۱۹۰۰ء میں ہزاروں کی تعداد میں چھپوائی گئیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ جیسے بے مثل عاشق خاتم الانبیاء اپنے آقا کی توہین گوارا نہ کر سکے اور آپ نے اس صلیبی حملہ کی روک تھام کرنے کے لئے پر زور قلم اٹھایا اور اپنی کتب "دافع البلاء" کے شروع میں اسی طرز استدلال سے مدلل و مسکت جواب دیا جس کو کئی صدیاں قبل الشیخ ابوالفضل المالکی المسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا تھا اور عیسائیوں پر اتمام حجت کی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے جواب میں بے نظیر شوکت و عظمت پائی تھی۔ حضورؑ نے واضح لفظوں میں اس

صداقت کا اظہار فرمایا کہ:-

"ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ ہماری تحقیق میں حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل لانیوالا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا۔"

(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے پادریوں کے اس حملہ کا دفاع جس شاندار رنگ میں کیا ہے وہ اہل دل انسان عشاق رسول عربی ؐ کو آپ کا گرویدہ بنا دیتا ہے۔ مگر عیسائیوں اور ان کے بعض ہم نوا غلط طور پر اس جہاد کبیر کو مسیح علیہ السلام کی ہتک سے تعبیر کرتے ہیں اور مدتوں ہی کا مرکز صلیب کے پیدا کردہ عظیم الشان لٹریچر کی ضرورت کا احساس کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی پچھلے سال پاکستان کرسچن لیگ کے صدر نے دنیا کے تمام مسیحی ممالک کے سربراہوں سے کہا ہے کہ:-

"وہ یسوع مسیح کے خلاف مرزائیوں کے لٹریچر کو ضبط کریں۔"

(روزنامہ امن کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۴)

عیسائی مصنفین کا عقیدہ ہے کہ:-

"ابراہیمی اسلام کا آخر اظہر یعنی خداوند یسوع مسیح ہے۔" (القرآن حصہ دوم صفحہ ۷ شائع کردہ پادری ... مشن پریس ۱۹۰۵ء)

ساتواں اصول (اتمام حجت کے بعد قہری نشانات)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

"وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا۔" (بنی اسرائیل: ۱۶)

یعنی "ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیجدیں۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

خدائے عزوجل نے اس عالمگیر قرآنی صداقت کو نمایاں شکل میں ظاہر کرنے کے لئے عہد حاضر کے امام موعودؑ کو قبل از وقت خبر بھی دی کہ قہری نشانوں کا ظہور ہونے والا ہے چنانچہ حضورؑ نے نذیر مبین کی حیثیت سے پیشگوئی فرمائی کہ:-

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

معزز قارئین! قرآن عظیم کے ساتویں مسلّمہ اصول اور

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کا مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل خبریں ملاحظہ فرمائیے۔ یہ خبریں ۱۹۷۳ء کے قیامت خیز طوفانِ نوح اور ۱۹۷۴ء کے تباہ کن زلزلہ سے متعلق ہیں۔

طوفانِ نوحؑ

(۱) مدیر چٹان جناب شورش کاشمیری نے لکھا:۔

"سیلاب نے آدھے سے زیادہ پنجاب کو تاراج کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیلاب کے ہاتھوں اتنی بڑی تباہی پچھلی نصف صدی میں دیکھی نہ سُنی۔"

(چٹان ۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

(۲) مولانا عبید اللہ صاحب انور انجمن خدام الدین لاہور امیر جمعیۃ الاسلام پنجاب نے لکھا:۔

"قیامت خیز سیلاب کے باعث ملکی عوام جس قسم کے عذابِ الٰہی میں گرفتار ہیں محتاجِ بیان نہیں۔ ہزاروں مرد، عورتیں، بچے پانی کی تند و تیز لہروں کی نذر ہو گئے۔ لاکھوں انسانوں کا گھر بار اُجڑ گیا۔ بڑے بڑے دیہاتوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ ہر طرف قیامتِ صغریٰ کا منظر دکھائی دیتا ہے۔"

(خدام الدین ۔ ۲۴ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

(۳) مدیر ایشیا نے تحریر کیا کہ:۔

"پنجاب کے تمام اضلاع سیلاب کی طوفانی لہروں کی زد میں آ کر بُری طرح اُجڑ گئے ہیں۔ بستیوں کی بستیاں بے نام و نشان ہو چکی ہیں کروڑوں روپیہ کی املاک تباہ ہو گئی ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں افراد پانی کی موجوں میں بہہ گئے ہیں اور جو باقی بچے ہیں وہ زندگی اور موت کے درمیان سسک رہے ہیں۔"

(ایشیا ۔ ۲۴ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

(۴) سابق مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے فرمایا:۔

"سیلاب طوفانِ نوح سے کم نہیں۔ تباہی کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔"

(امروز ۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۱)

(۵) زاہد الراشدی مدیر ترجمان الاسلام فرماتے ہیں:۔

"سیلاب سے ملک میں جو تباہی و بربادی پھیلی ہوئی ہے وہ یقیناً المناک ہے اور کوئی باشعور شہری ایسا نہیں جس نے اس قیامتِ صغریٰ پر دل کی گہرائی میں غم محسوس نہیں کیا۔ ملک میں ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل حزیں ہے۔"

(ترجمان الاسلام ۔ ۳۱ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

(۶) پیپلز پارٹی جھنگ کے مسٹر ظفر عباس قریشی ایڈووکیٹ نے:۔

"حالیہ سیلاب نے جھنگ میں جو تباہی اور بربادی پھیلائی ہے اس کی نظیر مشکل سے ملے گی..... کئی بستیاں بالکل نیست و نابود ہو کر کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں۔"

(سیاست سرگودھا ۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۶)

قیامت خیز زلزلہ

جناب ریاض بٹالوی سوات اور ہزارہ کے حالیہ

قیامت خیز زلزلہ کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"زلزلے نے پل بھر میں ہزاروں افراد کو موت کی نیند سلا دیا اور بے شمار انسانوں کو چور چور کر دیا۔ یہ زخم روح اور جسم دونوں کو گھائل کر گئے ہیں .... ضلع ہزارہ اور سوات کی دلکش بستیوں پٹن۔ مجال۔ دبیر اور ہزاروں کے کوہسارون الائی پالس ڈاکٹ اور تحصیلوں پر یہ قیامت ٹوٹی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان قصبات اور دیہات کے ساڑھے آٹھ ہزار مکان یا تو منہدم ہو گئے اور یا زلزلہ کے جھٹکوں سے اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ اب وہ رہائش کے قابل نہیں رہے .... پہاڑوں کے دامن میں آباد چھوٹے چھوٹے گھروندے یا تو چٹانوں کے بوجھ تلے دب کر چکنا چور ہو گئے اور یا مکینوں سمیت زمین میں دھنس گئے ہیں۔"

(روزنامہ مشرق۔ پشاور ۵ر جنوری ۱۹۷۵ء)

مدیر ایشیا کا اعترافِ حق

جماعت اسلامی کے ہفت روزہ "ایشیا" نے مسلسل عذابوں کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"طوفان، زلزلے، سیلاب، بارشیں اور اوراسی نوع کی طرح دوسری آفات سماوی کی توجیہہ ماہرین طبیعیات خواہ کچھ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی سچی اور پاک کتاب قرآن کا موقف ان کے بارے میں بالکل جداگانہ ہے وہ ان آفات کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ اور عذاب قرار دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ایسے متعدد تاریخی قصص بیان ہوئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم میں کوئی پیغمبر مبعوث کیا اور قوم نے اس کی بات رد کر دی تو اسے پہلے متنبہ کیا گیا کہ جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا نتیجہ تمہاری تباہی کے سوا اور کچھ نہ نکلے گا۔ جب اس تنبیہہ پر بھی قوم نے کان نہ دھرا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اس قوم کو عذاب میں جکڑ لیا اور روئے زمین سے اس کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا۔ جو قومیں اپنے پیغمبروں کی تعلیمات سے منحرف ہو کر راہ ضلالت پر جا پڑیں اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی یہی معاملہ فرمایا۔ ایک سچا مسلمان ان آفات کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھتا اور عبرت پکڑتا ہے۔

اب دیکھئے ہم پے در پے ان آفات سے دوچار ہوتے جا رہے ہیں .... جواب پاکستان کہلاتا ہے اس پر بار بار خدا کی تنبیہات نازل ہو رہی ہیں، ۱۹۷۳ء کا ہولناک سیلاب اور اب سوات ہزارہ میں آنے والا زلزلہ ان ہی تنبیہات سے عبارت ہیں۔ بحیثیت مجموعی پوری قوم گمراہی۔ لاقانونیت اور سیاسی انتشار کے عذاب میں مبتلا ہے لیکن ہم ہیں کہ

آنکھیں کھول کر دیکھتے اور اپنے طرزِ عمل میں
تبدیلی پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں۔
اللہ تعالیٰ کسی قوم کی رسی تادیر دراز نہیں
رکھتا۔ آخرکار وہ وقت موعودہ پر اس کی رسی
کھینچتا ہے اور اسے دوسروں کے لئے نشانِ
عبرت بنا کر رکھ دیتا ہے۔ کاش ہم نشانِ عبرت
بننے سے پہلے خدا کی ان تنبیہات سے عبرت
پکڑ لیں۔"

(ایشیا۔ لاہور۔ ۵ فروری ۱۹۷۵ء صفحہ ۶)

مدیر ایشیا کے اس بیان کا لفظ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اے کاش کوئی سعید الفطرت اس پر غور کرے!

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :-

"اے عزیزو! ...... خدا کسی قوم پر ایسے سخت
عذاب نازل نہیں کرتا اور نہ کبھی اس نے کئے
جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی
رسول نہ آیا ہو یعنی جب تک اس کا بھیجا ہوا
اُن میں ظاہر نہ ہوا ہو۔ سو تم خدا کے
قانونِ قدیم سے فائدہ اٹھاؤ اور
تلاش کرو کہ وہ کون ہے؟......
یہ پیشگوئیاں قبل از وقت کس نے تم کو
سنائیں اور کس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں
مسیح موعود ہوں؟"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۱۲)

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن حکیم نے ایک صادق اور مامور من اللہ کے جو سات اصول بیان فرمائے ہیں ان کے مطابق حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کا امام برحق ہونا آفتاب عالمتاب کی طرح واضح اور عیاں ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی حقیقی مسلمان کتاب اللہ کے فیصلہ کو نظر انداز کر دے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کا دردانگیز خطاب

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کے ایک دردناک خطاب پر اس مقالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو!
اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آ گیا۔
یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرع
کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیربازی
کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے
تا تم ظلمات کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز
اس نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اس ظلمت کو
مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو
اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۲-۵۳)

؎ یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ و بچار

محبوبِ کبریا حضرت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

؎ تو ہے جامع سب کا قصہ مختصر
یا محمدؐ یا ابنِ عبدالمطلب

نتیجۂ فکر: جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ

محترم جناب مولانا ظفر محمد صاحب سابق پروفیسر نے یہ نظم کہی تھی جو الفرقان کے خاتم النبیین نمبر سے نقل کر کے محترم مولوی عبدالکریم صاحب شاہد مربی سلسلہ نے بھجوائی ہے اس نظم کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے ——— (ابوالعطاء)

یا حبیب اللہ! اللہ کے محب
جانتا تھا مسمریزم اک طبیب
بیماروں کو بیمار اچھے کر دیئے
تو ہے عیسیٰؑ! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

تھی سلیماںؑ کی حکومت ...
آپ بھی اُن سے نہیں ہیں کم مگر
مادّیت پر ذرا کیجے نظر
تو سلیماںؑ! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

تو نے بخشا تجھ کو فصل الخطاب
جس سے عاجز آ گئے اہلِ کتاب
تھی تری تقریر اک لاجواب
تو سلیماںؑ! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

موسیٰؑ کا اعجاز انشق الحجر
آپ کا اعجاز وانشق القمر
دونوں میں ہے قدرتِ حق جلوہ گر
تو ہے موسیٰؑ! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

معرفت کا تو ہے وہ بحرِ عظیم
محوِ حیرت ہے جہاں چشمِ کلیمؑ
"کشتیٔ مسکیں" و "دیوارِ یتیم"
تو خضر ہے! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

یوسفِ مظلوم جب تھے مضطرب
اور غارِ ثور میں تو محتجب
ظالموں پر قحط آیا فارتقب
تو ہے یوسفؑ! یا ابنِ عبدالمطلب

لاکذب انت النبی لاکذب

خانہ کعبہ میں جو رکھے تھے صنم
جن کے آگے گردنیں تھیں سب کی خم
کر دیئے اُن سب کے تُو نے سر قلم
تو ہے ابراہیمؑ ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

جب ضلالت کا بپا طوفان تھا
غرقِ بحرِ معصیت انسان تھا
اس گھڑی بس تو ہی کشتی بان تھا
نوحؑ ہے تو ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

تو ہے سرِّ ابتدائے زندگی
تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی
تو ہے آدمؑ ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

الغرض پیدا ہوئے جو ماموُر
تھے وہ جن خوبیوں سے بہرہ ور
تو ہے جامع سب کا قصہ مختصر
یا محمدؐ ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

تیرے دم سے ہم ہوئے خیرالامم
تیرے بڑھنے سے بڑھا اپنا قدم
ختم تجھ پر خوبیاں کانِ کرم
تو ہے خاتم ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

جب جگا کر تجھ سے دشمن نے کہا
"کون اب تجھ کو بچائے گا بتا؟"
مسکرا کر آپؐ نے فرما دیا
"میرا مولیٰ" ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

اہلِ تثلیث و یہود و بت پرست
تُو اکیلے نے ہی دی سب کو شکست
چھا گئے روئے زمیں پر تیرے مست
یا جری اللہ ! یا ابنَ عبدِالمطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

يَا مُطِيعَ الْأَمْرِ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
إِنَّ قَلْبِيْ نَحْوَ حُسْنِكَ قَدْ جُذِبْ
وَالْجَنَانُ فِيْ فِرَاقِكَ مُضْطَرِبْ
يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ يَا ابْنَ الْمُطَّلِبْ
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

روزِ محشر جب نبی جائیں گے ڈر
خلق کی ہوگی فقط تجھ پر نظر
تب پکارے گا تجھے آثمِ ظفر
یا شفیعَ الخلق ! یا ابنَ المطّلب
لَاکَذِبْ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

ظہورِ مہدیٔ برحق پر بیّن روحانی شہادتیں

ذیل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تین عبارتیں قارئین کرام کے سامنے پیش
کی جاتی ہیں جن میں حضورؑ نے خود اپنے وقت کے تین گواہ ذکر فرمائے ہیں۔ حق کے طالبوں
کے لئے ان میں نشانات ہیں۔ (خاکسار۔ مرزا محمود احمد مربی سلسلہ احمدیہ)

(۱)

"پھر ایک اور مشہور بزرگ جو اسی زمانہ میں گزرے ہیں جو کوٹھہ والے کر کے مشہور ہیں۔ ان کے بعض مرید اب تک زندہ موجود ہیں۔ انہوں نے عام طور پر بیان کیا ہے کہ میاں صاحب کوٹھے والے نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مہدیؑ پیدا ہو گیا ہے اور اب اس کا زمانہ ہے۔ اور ہمارا زمانہ جاتا رہا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کی زبان پنجابی ہے تب عرض کیا گیا کہ آپ نام بتلا دیں جس نام سے وہ شخص مشہور ہے اور جگہ سے مطلع فرما دیں۔ جواب دیا کہ میں نام نہیں بتلاؤں گا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷)

(۲)

پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"ایک صاحب حافظ قرآن نور محمد نام اصل متوطن گڑھی امازئی حال مقیم کوٹھہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت (کوٹھہ والے) ایک دن وضو کرتے تھے اور میں روبرو بیٹھا تھا فرمانے لگے کہ "ہم اب کسی اور کے زمانے میں ہیں۔" میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت اس قدر معمر ہو گئے ہیں کہ اب آپ کا زمانہ چلا گیا۔ ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہیں اپنے دنیوی کام کرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ تو میری بات کو نہ سمجھا میرا مطلب کچھ اور ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدیدِ دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہماری باری چلی گئی میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی غیر کے زمانہ میں ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ وہ ایسا ہو گا کہ مجھ کو تو کچھ تعلق مخلوق سے بھی ہے اس کو کسی کے ساتھ تعلق نہ ہو گا۔ اور اس پر اس قدر

شدائد و مصائب آئیں گے جن کی نظیر زمانہ گزشتہ میں نہ ہوگی۔ مگر اس کو کچھ پروا نہ ہوگی اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اس وقت ہوں گے۔ اس کو پروانہ ہوگی۔ زمین آسمان ہل جائیں گے اور الٹ پلٹ ہو جائیں گے اس کو پروانہ ہوگی۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ نام و نشان یا جگہ بتاؤ۔ فرمانے لگے — نہیں بتاؤں گا۔"

(تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۱۴۶)

(۳)

پھر اسی حاشیہ میں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:—

"ایسا ہی ایک اور بزرگ گلاب شاہ نامی موضع جمال ضلع لدھیانہ میں گزرے ہیں جن کے خوارق اس طرف بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے چند لوگوں کے پاس اپنا یہ کشف بیان کیا۔ جن میں سے ایک بزرگ کریم بخش نامی (خدا ان کو غریق رحمت کرے) پرہیزگار۔ موحد۔ معمر۔ سفید ریش کو میں نے دیکھا ہے۔ اور انہوں نے نہایت رقت سے چشم پُرآب ہو کر کئی جلسوں میں میرے روبرو اس زمانہ میں جبکہ چودھویں صدی میں سے ابھی آٹھ برس گزرے تھے۔ یہ گواہی دی کہ مجذوب گلاب شاہ صاحب نے آج سے تیس برس پہلے یعنی اس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز قریباً بیس سال کی عمر کا تھا۔ خبر دی تھی کہ عیسیٰ جو آنے والا تھا۔ وہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ قادیان میں ہے۔ میاں کریم بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ تو آسمان سے اتریں گے وہ کہاں پیدا ہو گیا؟ تب اس نے جواب دیا کہ جو آسمان پر بائے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آیا کرتے۔ ان کو آسمانی بادشاہت مل جاتی ہے وہ اس کو چھوڑ کر واپس نہیں آتے بلکہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ جب وہ ظاہر ہوگا۔ تب وہ قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ میں دل میں ناراض ہوا اور کہا کہ کیا قرآن میں غلطیاں ہیں؟ تب اس نے کہا کہ تو میری بات نہیں سمجھا۔ قرآن کے ساتھ جھوٹے حاشیے ملائے گئے ہیں۔ وہ دور کر دیگا۔ یعنی جب وہ ظاہر ہوگا۔ جھوٹی تفسیریں جو قرآن کی کی گئی ہیں۔ اُن کا جھوٹ ثابت کر دے گا۔ تب اس عیسیٰ پر بڑا شور ہوگا اور تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے یاد رکھ کہ تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے ....

کریم بخش صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ ایک دوسرے وقت میں پھر اس نے یہی ذکر کیا اور کہا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے اور وہ قادیان میں ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۸ تا ۱۴۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷)

جبر کے دستور

جناب چوہدری دین محمد صاحب سالک ساہیوال

مفتیانِ دین نے سب اچھا کیا
زاہدوں کو دار پر لٹکا دیا
خوفِ ربی سے بھلا شرمائیں کیا
جھوٹ کے آنچل سے جو پردہ کیا
کیا بتائیں اہلِ دانش کا کمال
آگ میں اک پھول کو جھلسا دیا
اس زمیں پر جبر کے دستور ہیں
جس کو چاہا دار پر کھنچوا دیا
دین کی باتیں کہو کافر بنو
اہلِ ایماں کے لئے فتویٰ نیا
ظلم کی یہ بدلیاں کیوں چھا گئیں
امن کا یہ چاند کیوں گہنا گیا
آتشِ نمرود پھر گلشن بنے
اے خدا اک بار وہ جلوہ دکھا

—★—

غزل

جناب مرزا محمود احمد فاضل فارسی

نشاطِ زندگی محبوب کے ذکرِ بیاں تک ہے
کہ اپنا کامِ دل اُس شوخ کے حسنِ جواں تک ہے
گئے وہ دن کہ کہہ سکتا تھا میں دعویٰ سے اے ہمدم
رسائی میری اُس کافر کے سنگِ آستاں تک ہے
وفاؤں کی مری شہرت، جفاؤں کا تری چرچا
ذرا تو سوچ اے محبوب ہرجائی کہاں تک ہے
چمن کے ذرّے ذرّے پر تری بے مہریاں فصال
تمہاری بیوفائی پتّے پتّے کی زباں تک ہے
ترے ظلم و ستم نے کس قدر دل ہیں جو توڑے ہیں
مرا دستِ دعا پھیلا۔ خدائے مہرباں تک ہے
زمانہ جان لے گا۔ یہ بہت جلدی۔ یقیں جانو
رسائی نالۂ شب گیر کی میرے۔ کہاں تک ہے
مری امداد کو آئے گا میرا دلبرِ جانی
نظر جس کی یہ ہر لحظہ مرے زخمِ نہاں تک ہے
تری فطرت بدل جائے، وفا تجھ کو بھی راس آئے
ازل کے بے وفا۔ یہ آرزو۔ وہم و گماں تک ہے
ستمگر تم سے امیدِ وفا ہوگی۔ جسے ہو گی
ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

شذرات - بقیہ صفحہ (۸)

۷۔ احمدی دُوسرے شہریوں کیطرح پاکستان کے شہری ہیں،

وزیر اعظم بھٹو صاحب نے سرگودھا کے جلسہ عام میں کہا کہ :-

"اگر ہم اسلام کے خدانخواستہ مخالف ہوتے تو نوے سالہ قادیانی مسئلہ کیسے حل کر سکتے تھے۔ انھوں نے کہا علامہ اقبال بھی اس مسئلے کو حل کرنے پر زور دیتے رہے اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس مقصد کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ یہ اعزاز پیپلز پارٹی ہی کی حکومت کو حاصل ہوا کہ اس پرانے تنازعہ کو حل کر دیا۔ انھوں نے اعلان کیا کہ احمدی پاکستان کے شہری ہیں اور دوسرے شہریوں کی طرح انہیں بھی تحفظ حاصل رہے گا۔"

(روزنامہ امروز لاہور - ۱۹ مارچ ۱۹۷۵ء)

الفرقان : کیا ہم امید رکھیں کہ آئندہ سرگودھا اور دوسرے شہروں میں حکومت اور انتظامیہ وزیر اعظم کے اعلان کا پورا احترام کریگی؟ واللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین۔

۸۔ مسجد اقصیٰ اور آبِ خضر کی اصطلاحیں،

روزنامہ نوائے وقت میں عید میلاد النبی صلعم کا ایک پروگرام بایں الفاظ شائع ہوا ہے :-

"۲۶ مارچ کو حسب سابق پرانا نزکانہ صاحب کی مسجد اقصیٰ سے ۸ بجے صبح ایک شاندار جلوس نکالا جائے گا جس میں نعت خواں اور قوال پارٹیاں، عربی دستہ، گھوڑ سوار اور بینڈ شامل ہوں گے۔ جلوس سابقہ راستوں پر سے گزرتا ہوا چوک دواخانہ آبِ خضر میں ختم ہوگا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور - ۲۰ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۷)

الفرقان : فاضل مدیر نوائے وقت بطور تبرک رکھے جانے والے بعض اسماء پر احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی کرنے کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتے۔ کیا اس مسجد اقصیٰ اور آبِ خضر کے خلاف آپ کوئی نوٹ نہ لکھیں گے؟

۹۔ جھوٹ کی ایک مثال

مدیر المنبر لائلپور نے جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے وعدہ جات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ :-

"اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابتدائی قسط کے طور پر چار کروڑ روپیہ کا حکومت اسرائیل نے وعدہ کیا ہے۔"

(المنبر لائلپور - ۱۲ مارچ ۱۹۷۵ء)

الفرقان : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کہ ہر سُنی بات بیان کر دینے سے بھی انسان کاذب ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں علماء کہلانے والے بطور افترا جھوٹ گھڑتے اور اسے شائع کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس!

۱۰- علامہ اقبال اور شہنشاہ انگلستان کی تعریف میں "انتہائی غلو"

شورش کاشمیری علامہ اقبال کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"علامہ اقبال اپنی عمر کے آخری ایام میں قائد اعظم" کے ساتھ تھے لیکن ۹ نومبر ۱۹۲۱ء کے زمیندار میں محمد علی جناح سے بھی پانچ شعروں میں چشمک کی۔ اسی طرح پہلی جنگ عظیم میں علامہ نے [illegible] [illegible] جس میں شہنشاہ [illegible] انتہائی غلو [illegible]"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۴ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ [illegible])

الفرقان: علامہ اقبال زندگی بھر اس **انتہائی غلو** پر قائم رہے اور کبھی اس کی تردید نہ کی۔ مگر آپ ہیں کہ علامہ کے مسلک کو دوسرے انداز میں پیش کر رہے ہیں۔

۱۱- سب زمانوں کے عظیم لیڈر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امریکہ کے ممتاز سائیکو انالسٹ (تحلیل نفسی کے ماہر) جیولس مسیرمین (Jules Masser man) امریکی ہفت روزہ ٹائم مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء میں لیڈر یا مرد عظیم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"کسی عظیم لیڈر میں تین صفات کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اول وہ اپنے پیروؤں کی بہبود (اس میں معاشی، جسمانی، ذہنی ہر طرح کی بہبود شامل ہے) کا بندوبست کرے۔ دوم عوام کو ایک ایسا معاشرتی نظام دے جس میں انہیں نسبتاً ہر طرح کا تحفظ (جان، مال، عزت، روزگار وغیرہ کا) حاصل ہو۔ سوم انہیں عقائد کا ایک اعلیٰ سسٹم عطا کرے۔"

آگے لکھتے ہیں:-

"پہلی صفت پر ساک (SALK) جنہوں نے فالج الاطفال کے سدباب کا ٹیکہ دریافت کیا اور پاسٹر (PASTEUR) جنہوں نے جراثیم [illegible] کی [illegible] قرار دیا پورے اترتے ہیں۔ دوسری صفت ایک طرف کنفیوشس جیسے لیڈروں پر صادق آتی ہے تو دوسری طرف عظیم فاتحین سکندر اور نپولین پر۔ تیسری صفت کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور گوتم بدھ پر ہوتا ہے...... لیکن ان سب صفات پر مکمل طور پر حاوی صرف ایک ہی شخصیت ہے اور وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو سب زمانوں کے شاید سب سے عظیم لیڈر ہیں۔ کسی حد تک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ان صفات کے حامل تھے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۴ء)

الفرقان: یہ ایک غیر مسلم کا اعتراف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا انصاف کی راہ سے جائزہ لے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عظمت کا ضرور قائل ہوگا۔ +

حَیَاۃُ اَبِی الْعَطَاء

انعاماتِ الٰہیہ کا کچھ تذکرہ

عاجز کی تاریخ پیدائش ۱۴ اپریل ۱۹۰۴ء ہے۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اب میری عمر کا بہترواں سال شروع ہو رہا ہے۔ ہر دن اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی گزر رہی ہے۔ گزشتہ ۷۱ برسوں میں بیماریوں کے حملے بھی ہوئے۔ دشمنوں نے قاتلانہ حملے بھی کئے۔ کئی حوادث بھی پیش آئے جو بظاہر موت کا پیغام تھے مگر میرے ربِ کریم نے اپنی حفظ و امان میں رکھا۔ پس زندگی کا ایک ایک لمحہ اُس کے احسان و انعام کا نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نئے سال بلکہ نئے سالوں کو بھی اپنے متواتر انعامات و احسانات کا ذریعہ بنائے۔ وَهُوَ عَلٰى مَا يَشَاءُ قَدِيْرٌ۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم کرم ہے کہ اس نے مجھے ایک دیندار مسلمان اور مخلص احمدی گھرانے میں پیدا فرمایا۔ میرے والدین ۱۹۰۲ء میں احمدیت کو قبول کر کے اس کی راہ میں گھر سے بے گھر ہو چکے تھے۔ میرے دادا قاضی مولا بخش صاحب نے جو کٹر اہلحدیث امام مسجد تھے میرے والد حضرت میاں امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو سخت زدوکوب کیا، گھر سے نکال دیا۔ وراثت سے محروم کر دیا۔ میری والدہ مرحومہ کا سارا زیور اتروا لیا۔ وہ گاؤں (کریہا ضلع جالندھر) کے دوسرے حصے میں ایک کرایہ کے مکان میں جا ٹھہرے۔ معمولی دکانداری پر گزارہ تھا۔ گاؤں بھر میں یہی اکیلا گھرانہ احمدی تھا اور ہر قسم کے طعن و تشنیع اور تشدد کا نشانہ تھا۔ ایمان کی لذت کے نتیجہ میں وہ یہ سب باتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔

میرے والدین بالخصوص والد صاحب مرحوم کی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے تو میں [illegible] وقف کروں اور اسے خدمتِ اسلام [illegible] میرے دادا صاحب کے پاس اخبار اہلحدیث آتا تھا اور حضرت والد صاحب کے پاس اخبار الحکم آیا کرتا تھا۔ جب میری عمر پانچ چھ سال کی تھی تو ایک دن والد صاحب مرحوم مجھے نماز جمعہ کے لئے اپنے ساتھ کریام لے گئے۔ کریام ہمارے گاؤں سے اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھا اور وہاں بڑی جماعت تھی۔ حضرت [illegible] غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس جماعت کے روحِ رواں تھے۔ حضرت والد صاحب مرحوم نے جمعہ کی نماز کے بعد جملہ احباب سے درخواست کی کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں کہ میں نے جو اپنے بیٹے کو وقف کیا ہے یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو شکست دینے والا بنے۔ مجھے یہ روایت حضرت بابا حسن محمد صاحب رضی اللہ عنہ والد محترم مولانا رحمت علی مرحوم مبلغ انڈونیشیا نے اسی وقت بڑی خوشی سے سنائی جب میرے بعض مناظرات انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ بھی سنے تھے۔

میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا ذکر کر رہا ہوں کہ اس نے مجھ ناچیز کو ایسے دیندار گھرانے میں پیدا فرمایا اور نعمتِ ایمان و عرفان سے سرفراز کیا۔ میں اپنے ماں باپ کے احسانات کا بدلہ

دنیا کی ہی ان کا پورا احاطہ کبھی نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ اپنے رب کریم سے کہا کرتے تھے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۔۔۔ وہ دونوں نہایت نیک متقی تھے اور اب قادیان شریف کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں اور ان کی روحیں جنت الفردوس میں پرواز کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے درجات بلند کرتا رہے۔ آمین!

پرائمری کی تعلیم کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوا۔ اس میں حضرت والد صاحب کی ایمانی قوت کے علاوہ میرے ماموں جان حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب رضی کی تحریک کا بھی خاص دخل تھا۔ ان دنوں وہ فرانس میں فوج میں کام کر رہے تھے۔ قادیان کے عرصہ تعلیم میں جو نیک، بزرگ، ہمدرد اور محبت الٰہی میں فنا اساتذہ میسر آئے وہ اللہ تعالیٰ کا اتنا عظیم احسان تھا جس کا شکر ادا کرنا طاقت سے باہر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرے اساتذہ اور مدرسہ احمدیہ کے اس وقت کے افسر سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی ایم اے کے دل میں میرے متعلق کس طرح حسن ظن پیدا ہو گیا کہ ہوتے ہوتے یہ بات ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچی۔ یہاں تک کہ میں ان سب مقدسوں کے الطاف کریمانہ اور روحانی توجہات کا مورد بن گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مجھے زمانہ طالب علمی میں ہی اسلام و احمدیت کی تقریری اور تحریری خدمات کی سعادت حاصل ہونی شروع ہو گئی۔ قارئین ذرا خیال تو فرمائیں کہ ۱۹۲۱ء کے اوائل میں (یعنی باقاعدہ مبلغ بننے کے [illegible] سال پہلے) یہاں تک اللہ کا فضل ہوا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی نے مجھے سند نیابت عطا فرمائی کہ اس کی فتح میری فتح اور اس کی شکست میری شکست ہوگی۔ مجھے یاد ہے کہ جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر حضور رضی اللہ عنہ نے مسجد مبارک قادیان کے ابتدائی حصہ میں تشریف فرما ہو کر دعا کے بعد یہ سند نیابت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا کہ اسے پڑھ لو اور بٹالہ شبان المسلمین کے جلسہ میں جا کر نمائندگی کرو۔ میں اس سند کو پڑھ کر بیسیوں قالب ہو گیا تھا۔ میں حیران تھا کہ یہ خواب ہے یا حقیقت! اللہ تعالیٰ کی کتنی ذرہ نوازی ہے۔ کجا ضلع جالندھر کے ایک گاؤں کا حقیر ترین لڑکا اللہ دتہ اور کجا یہ عزت و اکرام کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی کی سند مل رہی ہے۔

واضح رہے کہ میں نے زندگی میں کبھی بھی اس بات کو نہیں بھلایا کہ جو کچھ فضل و احسان ہو رہا ہے یہ سب میرے مولیٰ کریم کی موہبت ہے۔ اس کی رحمانیت ہے۔ میری کوئی خوبی یا قابلیت نہیں ہے۔ آج بھی اس تحریر کے وقت میں اسی یقین سے پُر ہوں اور اس کے بے پایاں احسانوں کو یاد کر کے اس کے آستانہ پر سجدہ ریز ہوں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اللہ تعالیٰ کا میرے والدین پر کرم تھا کہ اس نے انہیں چار فرزند (میرے علاوہ تین) اور دو لڑکیاں عطا فرمائیں۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ جب ۱۹۲۶ء میں حضرت والد صاحب رضی کا انتقال ہو گیا تو سارے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی تعلیم و تربیت کی مجھے توفیق ملی۔ عزیزم مولوی عبد الغفور صاحب جالندھری حافظ قرآن اور مولوی فاضل ہیں۔ انگریزی بھی اچھی جانتے ہیں قریباً چار سال تک جاپان میں فریضہ تبلیغ اسلام ادا کر چکے ہیں اور اب کراچی میں ایک جاپانی فرم میں کارکن ہیں۔ عزیزم مولوی عنایت اللہ صاحب جالندھری مولوی فاضل، او ٹی ہیں۔ سنگاپور ملایا میں تین سال خدمت دین بجا لا چکے ہیں۔ کافی سالوں تک بطور ٹیچر کام کرتے رہے ہیں اب ریٹائر ہو کر چاکے ضلع سیالکوٹ میں تجارت کرتے ہیں اور جماعتی تربیت میں حصہ لیتے ہیں۔ عزیزم میاں عطاء المنان صاحب منشی فاضل انڈر گریجوایٹ ہیں ان دنوں مغربی جرمنی

میں ملازمت کر رہے ہیں اور دینی تربیت بھی بجا لا رہے ہیں۔ دونوں بہنیں عزیزہ واجدہ بیگم اہلیہ عزیزم مکرم محمد حنیف صاحب ڈپٹی منیجر ڈیری فارم اور عزیزہ سارہ بیگم اہلیہ عزیزم محترم صوبیدار صوفی رحیم بخش صاحب میٹرک پاس ہیں۔ انہیں دینی تعلیم سے بھی حصہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے سارے بھائی اور بہنیں صاحبِ اولاد و احفاد ہیں۔ میرے والدین کا چمن سرسبز و شاداب ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

اب میں اجمالی طور پر ربّ کریم کے ان احسانوں کا ذکر کرتا ہوں جو اس نے مجھ پر میری اولاد کے لحاظ سے فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو میری پہلی اہلیہ محترمہ زینب بیگم صاحبہ مرحومہ سے دو بچیاں اور ایک فرزند عطا فرمایا۔ عزیزہ امۃ اللہ خورشید مرحومہ میری سب سے بڑی اور قابل بچی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا۔ وہ سالہا سال تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی رکن رہی اور اسے ایک لمبے عرصہ تک مستورات کے مرکزی رسالہ "مصباح" کی ادارت کے فرائض ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ ان کی شادی عزیزم مولوی حکیم خورشید احمد صاحب شاد واقفِ زندگی کے ساتھ ہوئی تھی۔ میری یہ نہایت پیاری بچی ۱۹۶۰ء میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مزار پر ہمیشہ برکات نازل فرماتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن!

میری زوجہ اولیٰ محترمہ زینب بیگم صاحبہ نے میری طالب علمی کا زمانہ اور ابتدائی خدمتِ دین کے مالی تنگی کے سال بڑے ہی خلوص اور پوری قربانی کے ساتھ میرے ساتھ بسر کئے۔ وہ شروع ۱۹۳۰ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ جزاھا اللّٰہ خیرًا و رفع درجاتھا فی الجنۃ العلیا۔

نیک بیوی اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوتا ہے۔ میری پہلی ایثار پیشہ بیوی کی وفات کے بعد یہ سوال کہ میرے چھوٹے بچوں کی پرورش کا کیا ہو، بڑا سوال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈالا اور آپ نے خود تحریک فرما کر حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی مرحوم کی صاحبزادی محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ سے میرا نکاح پڑھا۔ آخر دسمبر ۱۹۳۱ء سے اب تک میری دوسری اہلیہ محترمہ [illegible] نہایت اخلاص اور محبت سے میرے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ آمین!

میری موجودہ بیوی نے میرے پہلے تینوں بچوں، تینوں بھائیوں، دو بہنوں کو میری والدہ مرحومہ کی زیرِ نگرانی اس محبت سے پالا کہ انہیں ماں کا احساس نہ ہونے دیا۔ اس عرصہ میں مَیں چار پانچ سال تک بلادِ عربیہ میں بھی رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری دوسری اہلیہ محترمہ سے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں عطا کی ہیں۔ اس طرح اس وقت میری کل زندہ اولاد چھ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب تعلیم یافتہ ہیں اور سوائے ایک بچی کے سب شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔ بڑی لڑکی عزیزہ امۃ الرحمٰن صاحبہ ہیں جو محترم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب اسسٹنٹ [illegible] ڈاکٹر [illegible] کی اہلیہ صاحبہ ہیں۔ میری دوسری زندہ لڑکی عزیزہ امۃ [illegible] ہیں جن کی شادی عزیزم چوہدری افتخار احمد ایاز [illegible] تنزانیہ مشرقی افریقہ سے ہوئی ہے۔ تیسری بچی عزیزہ امۃ المجیب جاوید ہیں جو عزیزم میاں محمد اسلم صاحب جاوید [illegible] کی اہلیہ ہیں۔ چوتھی بچی عزیزہ امۃ الحکیم لئیقہ ہیں جو عزیزم قاضی منیر احمد صاحب مبلغ واقفِ زندگی [illegible] احمدیہ سکول [illegible] کی اہلیہ ہیں۔ پانچویں بچی عزیزہ امۃ السمیع صاحبہ راشدہ ہیں جو عزیزم مولوی منصور احمد صاحب [illegible] مبلغ اسلام مغربی جرمنی کی اہلیہ ہیں۔ چھٹی بچی عزیزہ امۃ الرفیق طاہرہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل [illegible] اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوئی ہیں۔ الحمد للہ!

اللہ تعالیٰ نے مجھے چار فرزند عطا فرمائے ہیں۔ میرے سارے بچوں بچیوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے رکھے ہیں آپ نے لڑکوں کے نام حسب ذیل تجویز فرمائے تھے (۱) عطاء الرحمٰن (۲) عطاء الکریم (۳) عطاء الرحیم (۴) عطاء المجیب۔

عزیزم عطاء الرحمٰن طاہر مولوی فاضل ہیں۔ سیلجمین کالج بھی پڑھ چکے ہیں ان دنوں کراچی میں حلقہ سوسائٹی میں صدر جماعت ہیں۔ عزیزم عطاء الکریم صاحب شاہد بی اے مولوی فاضل ہیں۔ واقف زندگی مربی سلسلہ احمدیہ ہیں۔ ان دنوں گجرات میں متعین ہیں۔ عزیزم عطاء الرحیم صاحب حامد بی اے بی ایڈ ان دنوں سیرالیون مغربی افریقہ میں احمدیہ سکول میں ٹیچر ہیں اور جماعتی خدمات بھی بجا لاتے ہیں عزیزم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مولوی فاضل واقف زندگی ہیں۔ تین سال تک انگلستان میں بطور مبلغ اسلام و نائب امام مسجد لندن کام کر چکے ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۳ء میں واپس ربوہ آئے تھے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر منتخب ہوئے تھے اور خدمت بجا لاتے رہے اب ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء سے ٹوکیو جاپان پہنچ کر خدمت دین کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے سارے لڑکے صاحب اولاد ہیں۔ سب کو اللہ تعالیٰ نے نیک بیویاں اور اچھی اولاد عطا کر رکھی ہے انہی فرزندوں کے نام پر عاجز کو **ابو العطاء** کہا جاتا ہے اور میری بیوی ام العطاء ہے۔

معزز قارئین! میں اللہ تعالیٰ کے بے انت افضال و برکات پاتا ہوں اگر میں انہیں شمار کرنا چاہوں تو ہرگز شمار نہیں کر سکتا۔ آج زندگی کے نئے سال کے آغاز میں بطور شکریہ اجمالی ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحاً ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ۔

مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی کی یاد میں

جناب چوہدری علی محمد صاحب سرور بی اے بی ٹی

مظہرِ تہذیبِ دکن اے ادیبِ خوش بیاں
زینتِ بزمِ سخن اے رونقِ بزمِ جہاں
غمگسارِ بیکساں اے رازدارِ دلبراں
تیرے اخلاقِ حمیدہ کے ملائک مدح خواں
گرمیٔ گفتار سے محفل کو گرماتا تھا تو
شوخیٔ گفتار کا تیری تھا قائل اک جہاں
تھی زباں شانہ تری گیسوئے اردو کے لئے
ختم تھی تقریر و تحریر پہ اے مرے جادو بیاں
تھا دکن میں قائدِ اعظم کا دستِ راست تو
خاندانِ آصفی کا صدقِ دل سے مدح خواں
احمدیت کی فضاؤں میں تری پرواز تھی
فیض سے جس کے ہوئے اسرارِ دیں تجھ پر عیاں
مرنے والے چند بیتے لمحوں کی سرور کچھ نہ پوچھ
ورنہ فرقت سے ہیں اب خویش و اقارب نیم جاں
اے علمبردارِ تہذیبِ دکن تجھ پر سلام
ہوں خدا کی رحمتیں تربت پہ تیری صبح و شام

سالانہ اشتراک (پیشگی)

پاکستان ——— دس روپے ۱۰/-
بھارت ——— تیس روپے ۳۰/-
عام بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ——— ساٹھ روپے ۶۰/-
امریکہ، کینیڈا ——— اسی روپے ۸۰/-
بیرونی ممالک بحری ڈاک ——— تیس روپے ۳۰/-

جملہ رقوم مینیجر الفرقان ربوہ کے نام آنی چاہئیں۔ بیرون و اندرونِ ملک سے اس پتہ پر چیک یا ڈرافٹ بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

(مینیجر "الفرقان" ربوہ)

الفردوس

انارکلی میں لیڈیز کپڑے کے لئے
آپ کی اپنی دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

سرزمینِ قادیان کا

اوّلین دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا

- قدیمی - اوّلین - شہرۂ آفاق -

حبّ اٹھرا (رجسٹرڈ)

مکمل کورس: بیس روپے ۲۰/-

دوائی خاص: زنانہ امراض کا واحد علاج۔ دوا اونس کی قیمت: دس روپے ۱۰/-
زوجام عشق: طاقت کی لاثانی دوا۔ قیمت ۶۰ گولی۔ پچیس روپے ۲۵/-
حبّ مفید النساء: بےقاعدگی کا بہترین علاج۔ دس روپے ۱۰/-
حبّ مسان: سوکھے کی مجرب دوا۔ قیمت: پانچ روپے ۵/-
معین الصحت: تلی بھی خرابی جگر اور یرقان کا علاج۔ قیمت دس روپے ۱۰/-

ہمارا اصول

• صاف ستھرے اجزاء • دیانتدارانہ دواسازی • عمدہ پیکنگ
• غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ ——— اور

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
بالمقابل ایوانِ محمودؓ ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹفک سٹور

فون نمبر ۶۲۲۵۰۰

گنپت روڈ لاہور۔ کو یاد رکھیے

روزنامہ ربوہ
الفضل

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات۔ علماء سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ملکوں میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

اس کی توسیع اشاعت جماعتی ضرورت ہے

— (منیجر "الفضل" ربوہ)

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی خوب صورتی کے لئے نہایت مفید

خارش۔ پانی بہنا۔ پھُلی۔ ناخونہ۔ ضعفِ بصارت وغیرہ امراض کے لئے نہایت مفید ہے۔ بیس سال سے استعمال ہو رہا ہے

خشک دتر فی شیشی: سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ اجزا کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اٹھرا۔ بچوں کا مردہ پیدا ہونا۔ پیدا ہونے کے بعد جلد مر جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت: پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ (رجسٹرڈ)

گولبازار۔ ربوہ

ٹیلیفون نمبر: ۵۳۸

طابع و ناشر [illegible] پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ [illegible]

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Shezan
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

APRIL 1975

Regd. No. [illegible]